اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / تیرہواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز بدھ مورخہ 12/مارچ 2025ء بمطابق ۱۱/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	جناب علی مدد جتک حلقہ پی بی ۔45 کوئٹہ۔8 سے دوبارہ منتخب رکن اسمبلی کی حلف برداری۔	04
3	دعائے مغفرت۔	06
4	وقفہ سوالات۔	07
5	رخصت کی درخواستیں۔	08
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	08
7	قرارداد نمبر 16۔	10

جلد 13 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز بدھ مورخہ 12 / مارچ 2025 ء بمطابق ۱۱/ رمضان المبارک ۱۴۴۶ ھ ۔

بوقت سہ پہر 04 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَالَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَلَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا یَزۡنُوۡنَ ج وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ۶۸ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَیَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ۶۹ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۷۰

پارہ نمبر ۱۹ سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان آیات نمبر ۶۸ تا ۷۰

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔ دونا ہوگا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دے گا اللہ بُرائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔اَمَّابَعْدفَا اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔ ربنا ظلمنا انفسنا الم تغفرلنا وترحمنا لنا لنقون من الخاسرین۔ مَیں جناب دنیش کمار سینٹر اور سابق رکن بلوچستان اسمبلی کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب علی مدد جتک صاحب آپ اپنی نشست پر کھڑے ہوجائیں مَیں حلف پڑھتا ہوں آپ میری تقلید کریں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، مَیں صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں۔

میر علی مدد جتک: مَیں علی مدد جتک صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں۔

جناب اسپیکر: کہ مَیں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی و وفادار رہوں گا۔

میر علی مدد جتک: کہ مَیں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی و وفادار رہوں گا۔

جناب اسپیکر: کہ بحثیت رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان،

میر علی مدد جتک: کہ بحثیت رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان،

جناب اسپیکر: مَیں اپنے فرائض

میر علی مدد جتک: مَیں اپنے فرائض

جناب اسپیکر: وکارہائے منصبی

میر علی مدد جتک: وکارہائے منصبی

جناب اسپیکر: ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ

میر علی مدد جتک: ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ

جناب اسپیکر: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور

میر علی مدد جتک: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور

جناب اسپیکر: اور قانون اور اسمبلی کے قوائد کے مطابق

میر علی مدد جتک: اور قانون اور اسمبلی کے قوائد کے مطابق

جناب اسپیکر: اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری

میر علی مدد جتک: اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری،

جناب اسپیکر: سالمیت،

میر علی مدد جتک: سالمیت،

جناب اسپیکر: استحکام،

میر علی مدد جتک: استحکام،

جناب اسپیکر: یکجہتی،

میر علی مدد جتک: یکجہتی،

جناب اسپیکر: اور خوشحالی کے خاطر انجام دوں گا۔

میر علی مدد جتک: اور خوشحالی کے خاطر انجام دوں گا۔

جناب اسپیکر: کہ مَیں اسلامی نظریہ کو

میر علی مدد جتک: کہ مَیں اسلامی نظریہ کو

جناب اسپیکر: برقرار رکھنے کے لیے

میر علی مدد جتک: برقرار رکھنے کے لیے

جناب اسپیکر: کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

میر علی مدد جتک: کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

جناب اسپیکر: اور یہ کہ مَیں اسلامی جمہوریہ پاکستان

میر علی مدد جتک: اور یہ کہ مَیں اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب اسپیکر: کے دستور کو برقرار رکھوں گا۔

میر علی مدد جتک: کے دستور کو برقرار رکھوں گا۔

جناب اسپیکر: اور اِس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

میر علی مدد جتک: اور اِس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

جناب اسپیکر: اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔آمین۔

میر علی مدد جتک: اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔آمین۔

جناب اسپیکر: مَیں اپنی طرف سے آپ سب کی طرف سے ٹائم کی shortage کی وجہ سے علی مدد جتک کو آپ سب کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں اور آپ سب کی طرف سے مبارکباد اُن کو موصول ہوگئی ہے، اِس لیے ایجنڈے پر آئیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): نہیں مَیں فلور کے روبرو ایک بات لانا چاہ رہا ہوں، مَیں hardly ایک ڈیڑھ منٹ، فاتحہ بھی کرواتے ہیں۔ایک تو جو ہمارے جو شہداء ہیں ٹرین کی جو hijacking میں یہ جو دہشتگردی ہوئی ہے ایک تو اُن کے لیے دُعا کریں اور پھر ایک ذاتی ایک چیز مَیں نے CM صاحب سے بھی discuss کر لی ہے، مَیں اِس فلور کے توسط سے اِس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں آگے پھر بعد کی باتیں بعد میں ہوں گی۔تو kindly آپ اگر مہربانی کر کے یہ جو ہمارے شہداء ہیں اِس ٹرین کی hijacking میں شہید ہوئے ہیں اُن کے لیے فاتحہ کروادیں پھر مَیں آپ کے علم میں لاتا ہوں۔

(دعائے مغفرت برائے شہدائے جعفر ایکسپریس کی گئی)

جناب اسپیکر: جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پچھلے جو میرے خیال میں جو دو دن پہلے سیشن ہوا یہاں پر مَیں نے تقریر کی اور مَیں اُس تقریر پر آج بھی قائم ہوں۔مَیں آج بھی کہتا ہوں جو FC کے جوان شہید ہو رہے ہیں یا پنجگور میں نہتے نائیوں کا یا تربت میں ہندوؤں کا قتل ہوا ہے، وہ ہم کس کے ہاتھ میں ڈھونڈیں۔کل جو میر ظفر نے یہاں پر تقریر کی میر یونس نے بھی۔تو گزشتہ رات میں نے کہا اِس ہاؤس کے میں گوش گزار کر دوں باقی مَیں انشاءاللہ سب چیز برابر ہوگی پونے آٹھ بجے ایک نمبر ہے جو ریکارڈ پر آنا چاہیے ,03337710553 یہ تین نمبر ہیں ایک ہی نمبر کے تین کوڈ ہیں، 0302 اور 0313۔ خیر مَیں نماز پڑھ کر تسبیح کر رہا تھا کال بار بار آ رہی تھی مَیں نے کال اُٹھائی تو آگے سے وہ بڑی غلیظ زبان، اب فون پر آپ کسی کی ماں بہن ایک کر سکتے ہیں کون روکے گا آپ کو۔اُس نے میرے ساتھ گندی زبان استعمال کی، اُس کو مَیں نے کہا کہ اگر مرد کے بچے ہو سامنے آؤ کہتا ہے کہ تم ہمارے ایک گرینیڈ کی مار ہو، مَیں نے کہا میں بچپن سے جو پیدا ہوا ہوں یہ گرینیڈوں کے ساتھ کھیلتا کھیلتا آج میری عمر 67 سال ہوگئی ہے یہ ٹیلی فون پر گالیاں دینا بکواس کرنا تو اُس کی location بھی CM صاحب مَیں نے نکال لی ہے۔اُس کا فوٹو بھی میرے پاس آ گیا ہے اُس کا نام ہے نثار بلوچ صاحب۔یونیورسٹی کے آس پاس اُس کی لوکیشن آ رہی ہے جو رات جو وہ بیٹھا ہوا تھا، اور اُس کی جو رہائش ہے وہ کوئی سبی کی بتا رہے ہیں پتہ نہیں کوئی محلّہ ہے۔مَیں اِس فلور کے توسط سے CM صاحب اور اِس ہاؤس کے سامنے لا رہا ہوں کہ کل میری طرف سے کوئی اُدھر کوئی زیادتی ہوگئی اُس کو اِنشاءاللہ سبق ملے گا پھر کہیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی کرتا ہے یہ زیادتی کرتا ہے تو مَیں نے DIG (CTD) کو بھی میسج کر دیا ہے۔کل اگر کچھ بھی ہوتا ہے تو پھر یہ CM صاحب سے kindly میری گزارش ہے قبائلی طور پر مَیں کسی سے کمزور نہیں ہوں نہ میں اِن چیزوں کی پرواہ کرتا ہوں نہ مجھے اگر مجھے ڈر یا خوف کسی BLA،TLA ٹی ال اے کا ہوتا تو مَیں یہ تقریریں نہیں کرتا بہت ساری قد آور شخصیات بیٹھی ہیں جو ایک لفظ نہیں

بولتے اُس کے بارے میں اِس صوبے میں تو مَیں آج بھی بولتا ہوں کہ وہ ظالم ہیں دہشتگرد ہیں وہ لغور ہیں، وہ نہتے ٹرین کے مسافروں پر زور آور ہیں وہ کھمبے اُڑانے میں زور آور ہیں وہ ما تھا ٹکرائیں آج وہ سامنے آ کر لڑیں کسی سے بھی لڑتے ہیں پاک فوج تو بہت طاقتور چیز ہے۔ وہ آج بھی اِن کو وہ ماں کی طرح کہ، ماں ہمیشہ بچے کو گود میں لیتی ہے ریاست گود میں لیتی ہے، آج بھی شاید اُن کا وہی لحاظ کر رہی ہے تو اُن کو ٹکرانا چاہیے سامنے آ کے بلوچ اگر کوئی اپنی بلوچی کا دعوی کرتا ہے تو وہ پھر عورتوں اور بچوں کو سامنے نہیں کرتا ہے خود لڑتا ہے بندوق لے کے لڑتا ہے یا دوموت یا لوموت، یہ ہوتا ہے ایک نعرہ ہوتا ہے۔ آج یہ وہاں پر جائیں گے جہاں پر نہتے مزدور جا رہے ہیں اُن کو شہید کریں گے نہتے تھے مسافروں کو شہید کریں گے۔ یہ مَیں اِس بلوچیت پر بھی لعنت بھیجتا ہوں اِس آزادی پر بھی لعنت بھیجتا ہوں اِن کی غیرت پر بھی لعنت بھیجتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Ok. Thank you۔ وقفہ سوالات۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 39 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: میرا خیال سے سر! اسپیکر صاحب! سوال چھوڑ دیں بلوچستان کی حالت میں اگر آپ مجھے چار پانچ منٹ موقع دے دیں۔

جناب اسپیکر: یعنی اگر آپ، اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو سوالات کو defer کر دیں ہم؟

میر زابد علی ریکی: اِس کو defer کر دیں اگلے سیشن میں، مَیں کہتا ہوں بلوچستان کی حالت آپ لوگ دیکھ رہے ہیں، CM صاحب۔

جناب اسپیکر: تو پھر CM صاحب کی Speech، CM صاحب کی speech کا اِنتظار۔

میر زابد علی ریکی: میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی موقع ملے، CM صاحب کو بھی موقع ملے، باقی دوستوں کو موقع ملے، میرا ایک رائے ہے اسپیکر صاحب! آپ سے۔

جناب اسپیکر: نہیں اِس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ کے سوالات آپ اس میں تجویز کرتے ہیں کہ وقفہ سوالات کو ہم defer کرتے ہیں اگلے سیشن تک۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: تو اِس دوران جو تھوڑی بہت کارروائی ہے ہماری قانون سازی وہ کر لیتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: ٹھیک ہے سر!۔

جناب اسپیکر: اور پھر CM صاحب کو سن لیتے ہیں تو اُنہوں نے آج speech کرنی ہے۔

میرزابدعلی ریکی: CM سے پہلے ہمیں بھی سنیں پھر بعد میں CM last میں speech کریں بہتر ہوگا۔last میں اگر CM speech کریں بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): Honourable اسپیکر صاحب! یہ تجویز مناسب ہے کہ آج کے دن اگر وقفہ سوالات کو آپ defer کر دیں ویسے بھی اُن کے جوابات آگئے ہیں اگر Honourable Member مطمئن نہیں ہیں۔

میرزابدعلی ریکی: defer کردیں۔

جناب قائد ایوان: تو وزیر سے علیحدہ میں مل لیں گے۔ باقی قانون سازی کرنے کے بعد جو بلوچستان کی law and order کی situation ہے کل بھی اُس پر کچھ دوستوں نے سیر حاصل گفتگو کی، آج بھی اگر کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو بات کرلیں تو I will conclude in the end۔

جناب اسپیکر: Ok.۔

جناب قائد ایوان: اور پھر اِس واقعے کی جو تفصیلات ہیں وہ بھی میں شیئر کروں گا اور اِس کو اِس طریقے سے کرلیں۔ پہلے قانون سازی کرلیں پھر اُس کے بعد۔

جناب اسپیکر: Done,done۔ وقفہ سوالات کو defer کیا جاتا ہے اگلے سیشن تک۔ **رخصت کی درخواستیں۔** سیکرٹری اسمبلی کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے آج تا اِختتام اجلاس، میر جہانزیب مینگل صاحب نے آج تا اِختتام اجلاس، میر ظفر اللہ زہری صاحب نے بھی آج تا اِختتام اجلاس، جبکہ میر صادق عمرانی صاحب، محترمہ شاہناز عمرانی صاحبہ، آج تا 18 مارچ کی نشستوں سے، میر علی حسن زہری صاحب، جناب اسفندیار کاکڑ صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنی کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔**

مجلس قائمہ کی رپورٹ و مسودہ قانون کا پیش اور منظور کیا جانا۔

چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ معدنیات و معدنی ترقی مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان مائینز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025ء (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

قائدایوان: Honourable چیئرمین! میں اِس پر ایک منٹ صرف ایوان کا لینا چاہتا ہوں اور بالخصوص اپوزیشن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور آپ کا اور آپ کے آفس کا کہ یہ ایک بل آیا تھا اُس دن اور اُس پر پھر ہم نے ایک نشست کی اور ایک consensus development کرنے کی کوشش کی اور وہ جس طریقے سے اِس بل پر ایک consensus develop ہوا ہے from the opposition side, from the Government side اور پھر آپ کے آفس نے جس طرح اُس کو facilitate کیا تو میں تمام اُن دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اِسمیں participate کیا، سیر حاصل گفتگو کی اِس میں amendments کیں اور بلوچستان کے لوگوں کے لیے جہاں جہاں بہتری سمجھی اُس کے لیے کام کیا تو میں اپوزیشن کا تمام دوستوں کا بالخصوص اپوزیشن لیڈر کا اور باقی جو دوست آئے تھے اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Ok, ok, thank you۔جی چیئرمین مجلس قائمہ کمیٹی۔

میرزابدعلی ریکی: مَیں میر زابدعلی ریکی چیئرمین قائمہ کمیٹی برمحکمہ معدنیات ومعدنی ترقی کی جانب سے مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان مائنیز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025ء (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برمحکمہ معدنیات ومعدنی ترقی کی رپورٹ بر بلوچستان مائنیز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025ء (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش ہوئی۔ وزیر برائے محکمہ مائنز اینڈ منرلز ڈیویلپمنٹ بلوچستان مائنز اینڈ منرلز کا مسودہ ہے قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون 13 مصدر 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرخزانہ اور مائنز اینڈ منرل ڈوپلپمنٹ): مَیں وزیر برائے محکمہ مائنیز اینڈ منرلز ڈیویلپمنٹ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان مائنز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2025) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا بلوچستان مائنیز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025 (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

وزیر برائے محکمہ مائنز اینڈ منرلز ڈیولپمنٹ! بلوچستان مائنیز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025 (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیرخزانہ اور مائنزاینڈ منرل ڈویلپمنٹ: مَیں وزیر برائے محکمہ مائنز اینڈ منرلز ڈیولپمنٹ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان مائنز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب موجود منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا بلوچستان مائنز اینڈ منرلز کا مسودہ قانون مصدر 2025 (مسودہ قانون 13 مصدرہ 2025) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ مینا مجید صاحبہ! آپ کی ایک قرارداد ہے نمبر 16 تو اِس کو بھی میرے خیال میں اِسی جو بھی گفتگو ہونی ہے اِسی کے بابت آپ بھی اُس میں بولیں اور باقی ممبرز بھی اُس میں بول لیتے ہیں۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: جی۔

جناب اسپیکر: قرارداد ہے نمبر 16۔

مینا مجید آپ اپنی قرارداد پیش کریں تا کہ اُس پر سب کو ہم invite کریں گے بولیں گے اس پر۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: Thank you Mr.Speaker!۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ بلوچ معاشرے میں خواتین کی اہمیت، کردار اور احترام ہماری تہذیب، ثقافت کا ایک اہم اور خوبصورت پہلو ہے۔ اِنہی اقدار کو لے کر حکومت بلوچستان خواتین کو ہر شعبے میں آگے بڑھانے کے لیے اُنہیں ہر قسم کے مواقع فراہم کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیم سیاست اور سماجی شعبوں میں خواتین کے لیے اُٹھائے گئے اقدامات سے خواتین میں آگے آنے اور ترقی کے عمل میں شامل ہونے کے لیے اعتماد بڑھ رہا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سماج دُشمن عناصر اور دہشتگرد تنظیمیں وہ بلوچ خواتین اور معصوم طلبہ کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر کے دُشمن کے ایجنڈے کی تکمیل پر کارفرما ہیں۔ آج بلوچ قوم یہ حقیقت بخوبی جانتی ہے کہ ہماری حکومت، خواتین کو ترقی خوشحالی کے عمل کا حصہ بنا رہی ہے اور اِس کے ساتھ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اِسکالرشپ فراہم کر رہی ہے۔ جبکہ دوسری جانب سماج دُشمن عناصر، دہشتگرد گروہ اِنہیں خودکش بمبار بنا کر اِنسانیت دُشمن اقدامات میں استعمال کر رہے ہیں۔ اور اِس طرح بلوچ خواتین کی نسل کشی، استحصال اور اِن کی سماجی اقدار کو آئے روز، دہشتگرد تنظیمیں پامال کر رہی ہیں۔ اِس قسم کی کاروائیاں ملک دُشمن عناصر RAW اور یہودی ایجنٹوں سے پیسے بٹورنے کی خاطر ہماری معصوم بچیوں کو گمراہ کر کے خودکش بمبار بنانے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔ جو نہ صرف انسانیت کے خلاف ہے بلکہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے بھی خلاف ہے اور اسلام نے خودکشی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ بلوچستان میں خواتین خودکش بمبار کا بڑھنا نہ صرف انسانیت کے لیے خطرہ ہے بلکہ اِن کا تعلق اسلام کے اُس پیغام سے بھی متصادم ہے جو انسانوں کی حفاظت اور بنیادی حقوق سے متعلق ہے۔ مگر ان تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر

بلوچ کو سوچنا ہوگا کہ یہ بلوچی رسم و رواج کی نفی اور اسلامی احکامات کی سخت خلاف اور ریاست کے لیے ایک سوچی سمجھی سازش ہے جس کو ناکام بنانا صوبے میں بسنے والے ہر ذی شعور انسان کا فرض بنتا ہے۔ لہٰذا بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان صوبے میں ملک دشمن عناصر اور دہشتگرد گروہوں کی جانب سے حالیہ کی جانے والی دہشتگردی کے واقعات کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اِن دہشتگرد گروہوں کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لانے کو یقینی بنائیں تاکہ بلوچ خواتین کی نسل کشی، استحصال اور اِن کی سماجی اقدار کو آئے روز دہشتگرد تنظیموں کی جانب سے پامال کرنے کو روکا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 16 پیش ہوئی۔ آپ سے پھر مَیں گزارش کردوں مائیک کے حوالے سے کہ آپ نے صرف مائیک کو press کرنا ہے۔ مَیں جس کو permit کروں گا اُس کا مائیک خودبخود red ہو جائے گا اور پھر وہ open ہوگا۔ لہٰذا آپ نے one by one, so it is open to the House. جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: جناب اسپیکر! بطور رُکن اسمبلی اور بلوچ خاتون میرے لیے یہ بہت concerning ہے جو بلوچستان میں دہشتگردی ہورہی ہے اور جس طرح سے ہماری خواتین کا استحصال ہورہا ہے۔ خواتین کی جو ایک اَقدار ہے ہماری سماج میں جو اُس کی پامالی ہورہی ہے اُس کے خلاف یہ قرارداد ہم نے پیش کی ہے کہ اس کو روکا جاسکے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کو بتاؤں بلوچ قوم میں اور بلوچستان میں خواتین کی تاریخی کیا اہمیت رہی ہے اب بلوچستان اور بلوچ خواتین ہم کہاں پہنچے ہیں۔ اور کہاں stand کرتے ہیں بلوچ تاریخ میں میں on record آپ کو کہہ رہی ہوں کہ جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ہیں اب تک تمام عورتوں کی عزت چادر اور چاردیواری کے تحفظ اور خواتین کا احترام میں لڑی گئی ہیں۔ آج تک تو آج ہم بلوچستان میں بلوچ خواتین کہاں stand کرتی ہیں؟ بلوچستان میں بلوچ خواتین کی عزت و احترام کس لیول تک پہنچ گئی ہے؟ یہ جو بلوچی dress ہم نے پہنا ہے ہم دُنیا بھر میں اس کو ایک grace کے ساتھ ایک فخر کے ساتھ پہن کے دُنیا کو دکھاتے ہیں یہ ہمارا کلچر ہے ہم بلوچ خواتین ہیں۔ آج جب ہم یہ dress پہن کے جاتے ہیں لوگ ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لوگ ہمیں دہشت گرد سمجھتے ہیں، لوگ ہمیں مشکوک سمجھتے ہیں آخر کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سے ہماری بلوچ خواتین کو اس دہشت گردی کا ایندھن بنایا جارہا ہیں جس طرح سے ہماری بلوچ خواتین کو خودکش بمبار بنایا جارہا ہے، ساری یہ جو چیزیں ہورہی ہیں بلوچستان میں اُس کے جو results آرہے ہیں وہ تمام بلوچ خواتین ہم face کررہی ہیں۔ تو خدارا بلوچستان میں یہ جو خواتین کو استعمال کیا جارہا ہے دہشتگردی میں اس کے خلاف ہم سب نے بولنا ہے نہ صرف بولنا ہے بلکہ اِن سب کے خلاف ہم نے کھڑے ہونا ہے۔ بلوچستان میں جو گنی چنی ہماری خواتین بیچاری ہمیں نہیں پتہ کہ بلوچستان کی خواتین ہماری تعلیمی لحاظ سے اگر دیکھیں،

دوسرے میدانوں میں ہم خواتین کو دیکھیں کہاں stand کرتی ہیں؟ بلوچستان کی خواتین اتنا suffer کرتی ہیں اپنی گھروں سے غربت برداشت کرتی ہیں تحصیل لیول سے گاؤں سے کلیوں سے ،اُٹھ کے اتنی ہمت کرتے ہیں تعلیم حاصل کرتی ہیں اُن کے ماں باپ بیچارے بیٹھ کے اُن کی جو مائیں ہوتی ہیں وہ گھر میں بیٹھ کر کشیدہ کاری کرتی ہیں اپنے بچیوں کو کوئٹہ بھیجتی ہیں universities بھیجتے ہیں کالجز بھیجتے ہیں کہ یہ پڑھیں گے اور ہمارے مستقبل کو روشن کریں گے اور ہماری بڑھاپے کا سہارا بنیں گے۔ یہاں سے دہشت گرد اِن کو pick کرتے ہیں اور خودکش بمبار بناتے ہیں یہ سوچنے کی بات ہے۔ اور لمحہ فکریہ ہے ہم سب کے لیے کہ بلوچ خواتین نے اتنی struggle کی ہے اس تعلیم کے لیے ہمیں پڑھنے کی اجازت دی جائے اور تعلیم حاصل کرنے کا حق ہمیں حاصل ہو۔ اب جب کہ بلوچ خواتین یہاں تک پہنچی ہیں struggle اور جدو جہد کے بعد تو education institute میں اُن کو پک کیا جاتا ہے باقائدہ اِن کی جو mouth piece ہوتی ہیں جو soft faces ہوتی ہیں وہ اِن کے لیے یہاں hunting کرتی ہیں۔ وہ اُن کو ورغلاتی ہیں وہ اِن کی ذہن سازی کرتی ہیں وہ اس طرح glorify کرتے ہیں اس دہشتگردی کو کہ ہمارے بچے اس راہ پر گامزن ہوجائیں تو یہ ہم سب کیلیے بہت خطرناک ہے، اس کے نتائج پورے بلوچستان کے لیے خطرناک ہیں۔ کل کو ہماری بیٹیاں اس سے محفوظ نہیں ہیں ہماری مائیں محفوظ نہیں ہیں۔ اس اسمبلی میں بیٹھے تمام لوگوں کی بیٹیاں اور مائیں، بہنیں محفوظ نہیں ہیں۔ یہ جو ذہن سازی ہورہی ہے بلوچستان میں اور جس طرح سے سوشل میڈیا میں اس کو glorify کر کے دکھایا جاتا ہے شعر لکھے جاتے ہیں تعریف کے لیے شرم آنی چاہیے اُن لوگوں کو اس طرح کا شعر لکھتے ہوئے۔ کیوں عورتوں کو خودکش بمبار بنا رہے ہو۔ اور عورتیں جب خودکش بمبار ہوتی ہیں یہ جو اس طرح کی دہشت گردی اُس کے بعد جو road پر جس طرح سے وہ ہوتی ہیں، وہ بطورِ عورت یہ ہمارے لیے کہ یہ ہم سے پوچھے کس طرح یہ ہوتا ہے یہ سب کچھ دیکھنا اور میڈیا میں سننا کہ اس طرح یہ جو پرزے اور یہ ساری چیزیں دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ عورت تھی۔ کیسے محسوس ہوتا ہے ہمیں شرم نہیں آتی اُن لوگوں کو جو بیٹھ کے اس طرح کے شعر لکھتے ہیں اس کو glorify کرتے ہیں بلوچ خواتین کو اس طرف لانے کی کوشش کرتے ہیں، گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے بلوچستان میں۔ اِس جنگ میں جو so called جو دہشتگردی ہورہی ہے بلوچستان میں جو حقوق کی جنگ ہورہی ہے کون سے حقوق ہیں؟ یہ کون سے حقوق ہیں ہمیں بتائیں یہ کچھ سوالات ہیں وہ بتائیں ہم پوچھتے ہیں on record اُن سے پوچھتے ہیں بتائیں کون سے حقوق ہیں؟ جو آپ مزدوروں سے حاصل کررہے ہیں جو آپ مظلوموں سے حاصل کررہے ہیں جو آپ کی عورت خود مظلوم ہے اسلام نے رعایت دی ہے عورتوں کو کہ مشقت سے exempt ہیں گھروں میں رہے عورت حقدار ہیں اُس کا مقام ہے سب کچھ ہے۔ لیکن جب اسلام نے عورت کو کچھ چیزوں میں exempt کیا ہے تو آپ اس طرح کی دہشتگردی میں اُن کو

استعمال کررہے ہیں؟ اورآپ خودکو بلوچ بھی کہتے ہیں بلوچ کے حقوق کی بھی بات کرتے ہیں۔ بلوچ تو اس طرح کا نہیں تھے اس سے پہلے۔ اور جو ہم نے دیکھا کہ یہ کل جو ہوا جو ہماری ریلوے ٹرین کو یرغمال بنانے کی کوشش کی گئی اس کو تھوڑا سا میں add کروں گی مجھے تھوڑی سی اجازت دیں۔ کہ خواتین اور بچیوں کو ڈھال بنایا گیا بلوچستان میں۔ اور اُن کے سروں پر بندوق اور دہشت گرد بٹھائے گئے اُن کو ڈھال بنا کے حکومت کو ریاست کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی، بچیوں کو یرغمال بنایا، عورتوں کو یرغمال بنایا تو بہت ہوگیا بلوچستان کو یہ سوچنا ہوگا سمجھنا ہوگا یہ دہشتگردی سب کے گھروں تک آئے گی۔ یہ جو بچیاں آپ کے گھروں میں ہیں جن پر آپ اتنا خرچہ کر کے اسکول میں پڑھا رہے ہیں، کل وہ کالج میں جائیں گے universities میں جائیں گے اِنہی کے ہاتھ چڑھیں گے تو بلوچستان کے لوگوں کو یہ سمجھنا ہوگا بلکہ مائیں بہنیں تو آپ سے خوفزدہ ہیں میرے علاقے مند کے میں نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں میں کہتی ہوں کہ یہ ایف ایس سی کے بعد اپنے بچیوں کو باہر کیوں نہیں بھیج رہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم اِن حالات سے ڈر رہے ہیں، ہماری بچیاں وہاں جا کے کیا بنیں گی کن کے ہاتھوں میں استعمال ہونگی؟ اِس سے بہتر ہے کہ گھروں میں رہیں۔ تو یہ خواتین کو نہیں روکا جارہا خواتین کو ترقی سے بھی روکا جارہا ہے خواتین کو معاشرے کا ایک جو positive part ہے جو ایک عورت اُس کو وہاں روکا جارہا ہے، عورتوں کو قانون سازی سے روکا جارہا ہے، عورتوں کو تعلیم سے روکا جارہے، عورتوں کی نسل کشی کی جارہی ہے کیوں کہ جب عورتوں کو اس طرح خودکش بمبار بناتے ہیں تو کون اپنی بچیوں اور بیٹیوں کو یونیورسٹیز اور کالجز کے لیے چھوڑے گا۔ تو یہ ہم سب کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کے خلاف نہ صرف حکومتی لیول پر بلکہ بلوچستان کے عوام کو بھی اس کے خلاف کھڑے ہونا ہوگا اور اپنی عورتوں کو اِن دہشتگردوں سے بچانا ہوگا۔

جناب اسپیکر: thank you مینا مجید صاحبہ۔ Meaningful speech۔ ابھی میں زابد علی ریکی صاحب کو دعوت دوں گا لیکن اُس سے پہلے آپ سب کو بتادوں جو حضرات اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں وہ پرچی پر اپنا نام لکھ کے سیکرٹری صاحب کو بھجوادیں۔ جی زابد علی ریکی صاحب!

حاجی زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے حالات ہم سب کے سامنے ہیں یہ جو چار پانچ مہینے ہورہے ہیں جناب اسپیکر صاحب دن بدن بلوچستان کے حالات خراب ہوتے جارہے ہیں۔ بہرحال ہمارے جتنے بلوچستان کے نواب ہیں سردار ہیں میں نے پہلے بھی تقریباً تین چار مہینے پہلے بھی یہاں پر speech کیا کہ بلوچستان ہم سب کا ہے اور ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن any time جب speech کرتے ہیں، بات کرتے ہیں پہلے پاکستان کے بارے میں بات کرتے ہیں، State کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ مگر بلوچستان کی حالت جناب اسپیکر صاحب یہ رمضان کا مہینہ ہے بابرکت مہینہ ہے اس

میں کیا ہو رہا ہے اور خاص طور پر جناب اسپیکر صاحب ہمارے ورکر کارکنوں کو بیدردی سے شہید کر رہے ہیں وڈیرغلام سرور کو شہید کیا گیا، مفتی شاہ میر ہمارے بزرگ ایک معزز تربت کے تھے انڈیا کا راہ انڈیا کا چینل اُس کو کیا کیا چلا رہا ہے بھائی ہم نے اُس کے انڈیا کے چینلوں میں چلا رہے ہیں اُس کو۔ وہ ایک عالم تھا وہ ایک محبِّ وطن تھا وہ ایک پاکستانی تھا اور انڈیا کا چینل اُس کو کس کس طریقے سے چلا رہے ہیں۔ ہمارے دشمن ہمارے پیچھے پڑے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ وہاں ہمارے کارکن وغیرہ اُن کو ایک ایک کر کے چُن چُن کے جمعیت العلمائے اسلام کے کارکنوں کو شہید کر رہے ہیں۔ صحافی تھا ایک خضدار میں صدیق مینگل تھا اُس کو شہید کیا، نوشکی میں ہمارا ایک ورکر کارکن ظہور تھا پانچ مہینے پہلے اُس کو بھی شہید کیا گیا۔ اسی طرح ہم کس کس کے نام لے لیں جناب اسپیکر صاحب۔ خدارا ابھی بھی وقت ہے ابھی بھی ہم آل پارٹیز، وزیر اعلیٰ صاحب سی ایم صاحب! آپ ایک بلوچ ہیں ایک ورکر ہیں۔ آپ سردار نہیں ہیں، آپ نواب نہیں ہیں، آپ ایک ورکر کارکن ہے۔ مَیں بحیثیت ایک ادنیٰ سا ورکر کارکن میں تمام پاکستان کے تمام بلوچستان کے party holders کو کہہ رہا ہوں۔ خدارا بلوچستان آئیں بیٹھیں بلوچستان کی حالت پر۔ دن میں سو قتل 50 قتل یہ کیا وجہ ہے کیوں ہو رہے ہیں؟ آخر ہم لوگ مسلمان ہیں، آخر ہم لوگ اس دنیا سے جناب اسپیکر صاحب! آخر جانا ہے ''کلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت''۔ ہر کسی کو اس دنیا سے جانا ہے۔ چاہے وہ سردار ہے چاہے، وہ نواب ہے، چاہے وہ جو بھی ہے، چاہے وہ زاہد بھی ہو، آخر جانا ہے۔ آخر اللہ کے سامنے ہم کیا کہیں گے۔ اصل دنیا تو وہی ہے اُدھر ہی سے شروع ہو گی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ فانی دنیا ہے یہ 50 سال یہ 60 سال یا 70 سال کی دنیا ہے۔ آخر ہم وہ کام کریں ہم وہ کام کریں کہ ہم اللہ کے سامنے جائیں پیش ہوں کہ ہم نے آپ کے بندوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمتی کے لیے ہم نے کیا سوچا۔ وزیر اعلیٰ صاحب خدارا آپ ہمارے سی ایم بلوچستان ہے آپ ہمارے جتنے پارٹیز کی سربراہ ہیں anytime بلائیں۔ ہم اپنی رائے آپ کو دیں گے، ہم اپنے مشورے آپ کو دے دیں گے۔ بلوچستان کے لیے سوچ، پہلے بلوچستان کے لیے سوچ۔ پاکستان ہم سب کا ملک ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟ یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! اور آخر ہم لوگ کیا کریں آپ بتا دیں۔ بذریعہ روڈ ہم سفر نہیں کر سکتے ہیں ٹرینوں کی یہ حالت ہے۔ آخر آپ بتا دیں سر! آپ یہاں سے اگر آپ سوراب خضدار جائیں، یہاں سے اگر آپ نوشکی جائیں، حالت آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے پاس جناب اسپیکر صاحب! اگر ایک Gunman ہے یا دو ہیں۔ میں اللہ کا نام لیتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ان حالتوں میں سفر کرنا ایک رسک ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے آئی جی پولیس صاحب بیٹھے ہیں۔، ہمارے چیف سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں۔ ہمارے تمام جتنے بندے ہیں ہمارے سینئر صاحب ہم دینش صاحب آئے اُن کو بھی ویلکم کرنا ہے۔ ہم سب بیٹھے ہیں اس کے لیے سب سوچیں۔ یہ کیوں یہ حالت اس طرح ہو رہا ہے؟ یہ وجہ کیا ہے؟ یہ کس کا قصور ہے؟ یہ کس

نے یہ آگ بلوچستان میں شروع کیا ہوا ہے؟ اس کا گنہگار کون ہے؟ زاہد ہے؟ میں ہوں؟ کون سی پارٹی ہے؟ کہ اس آگ کو اس میں شروع کیا ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب! اِس پر بھی ابھی وقت ہے اِس پر بھی وقت ہے اِس پر time ہے جناب اسپیکر صاحب! بیٹھنے کا۔ جو نواب آج ناراض ہے اسمبلیوں سے اس کو بائی پاس کیا ہوا ہے یا اُن لوگوں کو اسمبلیوں سے اُن لوگوں کو ہم لوگوں نے نکالا ہوا ہے۔ جو سردار ہے، خدارا وہ جو الیکشن ہوا ہے جو بھی ہوا ہے، وہ چھوڑیں۔ آپ لوگوں کو اسمبلی سے ہم لوگوں نے بائی پاس کیا ہے، قومی اسمبلی سے آپ کو بائی پاس کیا ہے سینیٹ سے بائی پاس کیا ہے۔ وہ ناراضگی اپنی جگہ پر۔ ابھی آئیں ہم سب کا فرض بنتا ہے۔ چلیں آج میں ایم پی اے ہوں، کل نہیں ہوں گا۔ مگر ایسی حالتوں میں ہم سب آ کے بیٹھیں۔ یہ مَیں کہتا ہوں ہم سب مسلمان ہیں ہم لوگوں نے سب کلمہ پڑھا ہوا ہے لآ اِلٰہ اِلا اللہ محمد الرسول اللہ۔ قرآن میں کیا لکھا ہوا ہے؟ جناب سپیکر صاحب! قران پڑھیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کہا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! ہم اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں خدارا جو باتیں الیکشن میں جس پارٹی کو ignore کیا ہوا ہے۔ خدارا میں ابھی اُس پارٹی والوں کو کہہ رہا ہوں جو بھی ہیں دل ناراضی ہیں State کے ساتھ جس کے ساتھ آپ کی ناراضگی ہے ویلکم کریں۔ سی ایم صاحب! اُن لوگوں کو کہ آئیں بیٹھیں۔

جناب اسپیکر: ok.

میر زابد علی ریکی: آپ کی جو ناراضگی ہے وہ الگ ہے ٹھیک ہے۔ آپ کو اسمبلی سے بائی پاس کیا ہوا ہے، آپ کو قومی اسمبلی سے بائی پاس کیا ہوا ہے۔ ابھی ایسی حالت ہے مَیں یہ بلوچستان ہم سب کا گھر ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب! تاریخ میں دس، پندرہ سالوں میں آپ دیکھیں بلوچستان میں ایسا نہیں ہوا۔ جس پر بولنے کی ضرورت ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جس پر آپ ہم سب مل کے بیٹھے ہیں اپنی رائے دے دیں بات کریں ڈائیلاگ کریں۔ ابھی اگر بات نہیں مانتے ہیں 10 دفعہ آپ بات کریں۔ کیا چاہتے ہیں؟ بھائی آپ کیا چاہتے ہیں آئیں بیٹھیں ہم سب جاننے کے لیے بات کرنے کے لیے ہم سب جا کے کہ خدارا بیٹھیں بات کریں۔ آپ لوگوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اِس بلوچستان سے آپ کیا چاہتے ہیں آپ کا مطالبہ کیا ہے بتائیں۔ بلوچستان اسٹیٹ ہمارے اسٹیٹ سنیں اُن لوگوں کی بات۔ بہر حال جناب اسپیکر صاحب! جتنی بات کریں بہت کم ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہیں مشورہ دے دیں سی ایم صاحب ہم آپ کے ساتھ ہیں بحیثیت جمعیت العلمائے اسلام کے ایک کارکن ہم اپنی پارٹی چاہے نیشنل پارٹی کے ہمارے ڈاکٹر مالک صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ اِس میں سردار اختر مینگل صاحب یہاں پر نہیں ہیں اسمبلی سے آؤٹ ہیں۔ اُس کو بھی بتا دیں اُس کو بھی دعوت دیدیں وہ بھی بلوچستان کا فرزند ہے وہ بھی آ جائیں نواب خیر بخش مری کے فرزند جو بھی ہیں اُن کو بھی بلائیں وہ بھی آ جائیں بات کریں۔ سب آ جائیں بات کریں بھئی اِس میں بات کریں

۔ یہ وجہ کیا ہے؟ اس طرح ہو رہا ہے دن بدن کیا ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں باہر ممالک کیا کہہ رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہر ملک انڈیا کا چینل تو ہمیں تو بالکل ایسا کیا کہہ رہا ہے۔ ہمارے جو بندے مفتی شاہ میر کو شہید کیا میں کہتا ہوں وہ پورا ایک دن میں اس نے جمیعت علماء کرام کا یہ پورا ایک دن میں اس نے سارے چینلوں میں مفتی شاہ میر کا ویڈیو چلائے۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں جناب اسپیکر صاحب! یہ حالت ہے بلوچستان میں۔

جناب اسپیکر: ok.

میر زابد علی ریکی: بلوچستان کے دوست نہیں ہیں دشمن ہیں سارے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو کہتا ہوں وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب! آپ کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں بحیثیت مسلمان بحیثیت کا رکن مجھے بھی اللہ کے سامنے جانا ہے آپ کو بھی سب کچھ جانا ہے۔ نوابوں کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں سرداروں کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں۔ خدارا! آئیں بیٹھیں رسول کے واسطے نبی کے واسطے آئیں بیٹھیں اِس بلوچستان کو پرامن بنائیں۔ بلوچستان کا امن ہم سب کا امن ہے جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: thank you.

میر زابد علی ریکی: مَیں آخر میں اپنی بات conclude کرتا ہوں۔ اور ہمارے عاصم کرد گیلو صاحب پہلے مجھ سے سر! اجلاس میں مجھ سے ایک دو باتیں ہوئی تھیں، اُس سے معذرت چاہتا ہوں۔ میرے بزرگ ہیں اجلاس میں ہوتے رہتے ہیں۔ عاصم کرد گیلو صاحب ہم اگر سوال لاتے ہیں قرارداد واشک کے لیے لاتے میں اپنی ذات کے لیے نہیں لاتا ہوں۔ میں اپنی ذات کے لیے ایک چیز نہیں مانگوں گا نہ آپ سے مانگوں گا نہ اُس سے سی ایم صاحب اگر واشک آئے ہیں۔ مَیں نے اُس کو خود بولا ہے سر! آپ جو دینا ہے واشک کو ترقی دے دیں۔ اُس میں سی ایم کا بھی مشکور ہوں چیف سیکرٹری بلوچستان کا بہت محسن ہے اُس نے بھی جو بھی ہوتا ہے میں قرارداد اور سوال لاتا ہوں۔ اُس میں اگر آپ کو اس اجلاس میں تھوڑا آپ کی دل آزاری ہوا تو مَیں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ thank you. جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ok, thank you. جناب علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم thank you جناب اسپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا اور چھ مہینے کے بعد مجھے موقع ملا ہے۔

جناب اسپیکر: ویلکم۔

حاجی علی مدد جتک: thank you جناب اسپیکر! مَیں سب سے پہلے تو اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُسی رَب نے پھر مجھے عزت دے کے اسمبلی میں بھیجا۔ اِس کے ساتھ ساتھ میں اپنے حلقے پی بی 45 سریاب کے لوگوں کا اور خصوصاً

اپنے بھائی میر سرفراز خان بگٹی کا جو میرے ساتھ اور پارٹی کے ساتھ بھائیوں کی طرح کھڑا ہوا اور آج سریاب کے عوام نے بھاری اکثریت سے منتخب کر کے مجھے پھر اسمبلی بھیجا۔ جناب اسپیکر! کل جو بولان میں جو دل خراش واقعہ پیش آیا رمضان کے مہینے میں میں بولتا ہوں کہ رمضان کے مہینے میں اگر آپ دیکھیں کافروں کے ملک میں بھی جنگ بندی ہوتی ہے۔ مگر کل بولان میں بے گناہ مظلوموں کو، معصوموں کو، خواتین کو یرغمال بنا کے اور بہت سے لوگوں کو میرے خیال میں شہید بھی کیا گیا ہے۔ میرے دوست نے کہا کہ اُن سے بات کریں ہم نے کب کہا ہے کہ ہم بات نہیں کریں گے مگر وہ کہتے ہیں کہ ہماری بات یہ ہے کہ ہمیں آزادی دو ٹھیک ہے نا اور ڈنڈے کے زور پر یا مظلوموں کو یرغمال بنا کے خواتین کو ڈھال بنا کے میرے خیال میں بلوچ کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ خواتین کو ڈھال بنا کے آپ اپنی جنگ لڑ رہے ہیں جو کہ قابل مذمت تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں امن ہو، ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں امن ہو، جہاں امن ہوگا، وہاں خوشحالی آئے گی، جہاں امن ہوگا، وہاں تعلیم ہوگی۔ آج صرف حکومتِ بلوچستان کی یہ ذمہ داری نہیں ہے یا سی ایم بلوچستان میر سرفراز خان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہاں جتنے بھی ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ بلوچستان ہم سب کا گھر ہے یہ بلوچستان کو امن امان دلوانا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ آج کبھی ٹرین پر blast کرتے ہیں کبھی کسی اور پر blast کرتے ہیں۔ دیکھیں قران پاک میں لکھا ہوا ہے کہ جب اللہ پاک نے آپ کی موت مقرر کیا ہے، نہ ایک سیکنڈ پہلے آئے گی نہ ایک سیکنڈ بعد میں آئے گی۔ ہمیں یہ شَف شَف سے نکلنا پڑے گا ہمیں اپنے ملک کے لیے اپنے صوبے کے لیے دہشتگردوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور ہمیں لڑنا پڑے گا۔ اگر ہم مقابلہ نہیں کریں گے۔ میں کہوں گا کہ میرا گھر تو سریاب میں ہے چھوڑوں سارے نہیں بھائی ہمیں اللہ کے فضل و کرم سے ایمانداری سے ایک اللہ ایک نبی ایک مذہب اور آپ کا ملک ہم اُنہیں کہیں کہ آپ کے ساتھ ہیں اور اِدھر کہیں کہ آپ کے ساتھ ہیں جو کچھ تین دن پہلے ایک دوست نے بڑی تقریر کی ابھی ایک بندے نے کہا کہ بھائی جان تیرا نام کیا ہے بولا بچل خان۔ بولا بچل خان! آپ کام کیا کرتے ہیں بولا سانپوں کے سوراخوں میں ہاتھ ڈالتا ہوں۔ بولا بچل خان پھر آپ بھی نہیں بچیں گے۔ تو دوست ہمیں مار رہے ہیں ہمارے بچوں کو دہشتگردی کا ایندھن بنا رہے ہیں۔ جس طرح کہ میری بہن نے کہا ہمارے جب بچی ایک خاتون بم بلاسٹ میں بلاسٹ ہو جاتا ہے اس کا کیا حال کیا حالات ہوتے ہیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کہاں ہوں گے۔ اور حقیقت میں ہم جہاں جاتے ہیں اپنے آپ کو بلوچ بولتے ہیں وہ ڈرتے ہیں بولتے ہیں آپ لوگ دہشتگرد ہیں۔ چلو پہلے ہم مردوں کو بولتے تھے آج ہمارے خواتین کو بھی بولتے ہیں۔ پہلے ہم فخر سے، بلوچی میری بہنیں خواتین کپڑے پہنتی تھیں ابھی اس کو بھی پہننے سے گھبراتی ہیں کہ ایسا نہیں لوگ ہمیں دہشتگرد کہیں۔ ہم سب نے مل کے، جس طرح ہمارے جوانوں نے قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں جس طرح ہماری پولیس قربانی دے رہی ہے جس طرح ہمارے سیاسی لوگ قربانی دے رہے ہیں ہم سب نے ایک دن ضرور مرنا ہے مگر تاریخ میں

اپنے آپ کو زندہ رکھنا ہے۔ آج ملک دشمن چینلیں جس طرح مولوی شاہ میر خان کا چلایا گیا۔ جس طرح آج چل رہا ہے۔ یہ آپ کو ثبوت ہے کہ ملک دشمن، پہلے کہتا تھا کہ میں مداخلت نہیں کر رہا ہوں۔ آج آپ کے پاس واضح ثبوت ہیں کہ ملک دشمن آپ کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ اوران دہشتگردوں کو support کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں اِن کی مذمت کرتا ہوں۔ اوران کے ساتھ انشاء اللہ وتعالیٰ جب تک ان کا صفایا نہیں ہوگا ملک میں امن نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you حاجی نور محمد ڈمر صاحب۔

حاجی نور محمد ڈمر (وزیر خوراک): اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو آج جو محترمہ نے قرارداد پیش کی اس قرارداد کی ہم بھی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ کل جو واقعہ ہوا بولان میں اُن میں جو لوگ شہید ہو گئے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اوراس واقعے کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور یہ واقعہ صرف اُن لوگوں کے ساتھ نہیں ہوا ہے جو لوگ مر گئے یا جن گھروں میں ماتم ہے۔ یہ تقریباً پورے بلوچستان میں ہر گھر میں ماتم ہے اور ہر ایک کے لیے چیلنج کی بات ہے اور ایک کی عزت کی بات ہے۔ تو اس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یقیناً پورے ملک میں دہشتگردی چل رہی ہے اور پورا ملک جو ہے دہشتگردی کی لپیٹ میں ہے۔ بالخصوص بلوچستان تو ابھی تو دہشتگردی ہمارے گھروں کے سامنے بلکہ گھروں پر پہنچ گئی ہے۔ تو ان کی ہم یہاں روز روز debate کرتے ہیں یہ جو آزادی کی تحریکیں چلا رہے ہیں لوگ آزادی کا نام دے رہے ہیں یہ معصوم لوگوں کو جو مار رہے ہیں بیگناہ لوگوں کو۔ یہ ہماری فورسز کو جو ہر روز نشانہ بنا رہے ہیں تو ہم اس کو ایک کھیل سمجھتے ہیں ہمارے لوگ سیریس لے نہیں رہے ہیں۔ اور میں تو کہتا ہوں یہ بلوچستان صرف اُن لوگوں کا نہیں ہے جو آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ یا آزادی کے نام پر لوگوں کو مار رہے ہیں۔ یہ بلوچستان تمام لوگوں کا ہے اور بلوچستان کے اندر مختلف اقوام رہتے ہیں یہ بلوچستان مختلف اقوام کے ہے صرف ان لوگوں کے نہیں ہے جو لڑ رہے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ سارے بلوچستان کے اقوام کے لیے ایک چیلنج ہے اور ہماری سرداروں نوابوں ایم پی ایز اور ایم این ایز سب کے لیے ایک چیلنج ہے یہ جو تحریک چل رہی ہے ایک زمانہ تھا کہ ہم اپنے حلقے کے اطراف میں کسی مسافر کو کچھ کہتا تھا تو ہم برے مانتے تھے اب ہمارے سامنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے ہمارے گھروں کے سامنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ ہمارے گاؤں میں لوگوں کو مارا جا رہا ہے ہم وہاں کے جو سردار ہیں نواب ہیں ایم پی اے ہیں، ایم این اے ہیں سارے خاموش ہیں کوئی ٹس سے مس نہیں ہو رہا یہ آخر سمجھ نہیں آ رہے مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا ہے یہ کھیل کہاں سے شروع ہے یہ کیوں ہو رہا ہے اس طرح کی میرے حلقے کی ایک مثال لے لوں میرے علاقے میں ایک دہشتگرد پیدا ہو جائے ایک تنزی ماں اٹھ کے کھڑا ہو جائے اس طرح شروع کرے تو یہ میرے لیے چیلنج نہیں ہے اور کیا ہے یہ ہم اپنے لیے چیلنج کیوں نہیں

سمجھتے ہیں یہاں پہ ہم سارے جو منتخب نمائندے ہیں ہم دعوے کرتے ہیں کہ یہ بلوچستان ہمارا ہے میں نے حلقے سے 30 ہزار ووٹ لیا ہے میں نے 50 ہزار ووٹ لیا ہے یہ میرا حلقہ ہے تو میرے حلقہ کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے ہم اس کو برا کیوں نہیں مانتے ہیں یہ جنگ ہم کیوں ایک مخصوص طبقے کے لیے قرار دے رہے ہیں؟ یہ جنگ ہم کیوں اپنی فورسز آرمی کی جنگ قرار دے رہے ہیں کہ جی یہ آرمی کا کام ہے یہ ایف سی کا کام ہے اس سے ہمارا کوئی سرو کار نہیں یہ جنگ ہمارے گھر میں جو آخر کار ضرور آئے گی ایک معنی سے ہم اس کو support کریں دہشت گردوں کو جو ہمارے گھروں کے سامنے واقعات کر رہے ہیں ہمارے گھروں کے سامنے بیگناہ لوگوں کو مار رہے ہیں مسافروں کو مار رہے ہیں عورتوں کو مار رہا ہے بچوں کو، ہم بالکل خاموش ہیں ہم رات کو سو جاتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اس انتظار میں کہ کل جو خبر چلے گی کتنے لوگ مر گئے کتنے جوان مر گئے ایف سی کے کتنے آرمی کے جوان مر گئے کیا یہ صرف ان کی ذمہ داری ہے کیا یہ بلوچستان صرف آرمی کا ہے کیا یہ بلوچستان صرف ایف سی کا ہے یہاں پر جو بدامنی پھیلائی جا رہی ہے یہ جو دہشت گردی پھیلائی جا رہی ہے کیا یہ دہشتگردی کہ ہمارے اوپر اثر نہیں ہے؟ کیا اس دہشت گردی کی اس امن وامان کی ہمارے بچوں کے اوپر اثر نہیں ہے کیا یہ جو بلوچستان جل رہا ہے اس آگ میں، کیا یہ ہمارا مستقبل نہیں ہے؟ تو اس کے لیے میں تو کہتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب کے ساتھ ہو رہا ہے یہ ہمارے لیے ایک چیلنج ہے سب کے لیے ایک چیلنج ایم پی ایز کے لیے چیلنج ہے منسٹرز کے لیے چیلنج ہے سردار اور نواب کے لیے چیلنج ہے سیاسی پارٹیوں کے لیے چیلنج ہے۔ اگر ہم اُن کے ساتھ ہیں ہاں پھر ہمیں یہاں اس فورم پر آ کر بولنا چاہیے پھر بندوق سے نہیں لڑنا چاہیے پھر یہاں کے پارلیمان کی زبان سے اپنے حقوق کے لیے لڑنا چاہیے پھر اس فورم پر لڑنا چاہیے پھر ہم بیگناہ لوگوں کو کیوں مار رہے ہیں تو اگر ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں ان کے ساتھ لڑنا چاہیے میں تو چیلنج کرتا ہوں اگر ہمارے گھر کے سامنے اس طرح کی کوئی تحریک اُٹھتی ہے میں یا تو اسی وقت resign دیتا ہوں یا تو میں اُس کے سامنے قبائلی فورسز کے کو ساتھ لے کے اُس کے ساتھ لڑوں گا۔ اُس وقت تک لڑوں گا جب تک میں مروں گا یا اُن کو مرواؤں گا میں تو چیلنج کرتا ہوں میرے علاقے میں اس طرح کی کوئی فورسز اگر پیدا ہونگی۔ میں اپنے دوستوں کو سارے میں اس کو ذمہ ٹھہراتا ہوں صرف ہم مذمت کے اب تک مذمت کرتے ہیں اسمبلی میں آ کے کھڑے ہو جائیں مذمت کرتے ہیں یا سوشل میڈیا پہ آ کر چڑھاؤ کر مذمت کرتے ہیں یہ تو ہم سب کے لیے ایک چیلنج کی بات ہے ہم خاموش کیوں ہے اس بات پر ہمارے گھروں کے سامنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے یا ایک پنجابی میرے گھر کے سامنے مارا جا رہا ہے یہ میری بے عزتی نہیں ہے یہ میری قوم کی بے عزتی نہیں ہے تو یہ سب کی بے عزتی ہے اس پہ میرے خیال سے ہم سب کو تھوڑا سا ہوش لینا چاہیے تھوڑا سا اپنی جو ذمہ داری ہے اپنی جو قبائلی ذمہ داری بنتی ہے بحیثیت ایک مسلمان جو ذمہ داری بنتی ہے ذمہ داری کو ہم نے طریقے سے نبھانا چاہیے۔ ہمارا ضمیر جاگنا چاہیے۔ ہمیں اس میں خاموش نہیں ہونا چاہیے اگر ہم اس

طرح خاموش رہیں گے تو نہ صرف ہماری خاموشی جو ہے ان تنظیموں کو تو ہم ان دہشتگردوں کیلئے ایک سپورٹ سمجھتا ہوں میں تو بالکل یہ ایک خاموش سپورٹ ہے ان کی یہ سپورٹ نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی سپورٹ کرتا ہے تو پھر میرے خیال میں بندوق کی زبان سے نہیں لڑنا چاہیے پھر آ کر اسمبلی میں کھڑے ہو کر پارلیمانی سیاست کر کے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کریں۔ بلکہ یہ بلوچستان تو صرف ان لوگوں کے تو نہیں ہے جو لڑ رہے ہیں۔ مٹھی بھر عناصر نے بلوچستان کو انہوں نے متاثر کیا ہوا ہے۔ بلوچستان کو جو ہے اپنا جاگیر سمجھ رہا ہے۔ بلوچستان میں مختلف اقوام رہ رہے ہیں۔ بلوچستان میں تو مختلف سردار اور نواب رہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یرغمال بنایا ہوا ہے۔

وزیر خوراک: یہاں پر کچھ مٹھی بھر عناصر لوگوں نے بلوچستان کو یرغمال بنایا ہوا ہے یہ ہمارے سب کے لیے چیلنج ہے ایم پی ایز کے لیے بھی چیلنج ہے۔ منسٹرز کے لیے بھی چیلنج ہے سردار اور نواب کے لیے بھی چیلنج ہے۔ جو بھی بلوچستان کے اندر اپنے آپ کو کچھ بھی کہتا ہے اُن سب کے لیے چیلنج ہے اور یہ چیلنج کو جو ہے ہم نے چیلنج کے طور پہ لینا ہے ورنہ اس کے اندر ہم سب آ رہے ہیں کسی نے اگر یہ کہنا ہے وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ سب آپ کو دیکھ رہا ہے۔ آپ کے گھروں کے سامنے کیا سب کچھ ہو رہا ہے آپ کے علاقے کے اندر کیا سب کچھ ہو رہا ہے۔ بلوچستان کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ نواب، سردار، جاگیردار گھروں کے سامنے اور اُن کے علاقے کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے ایک زمانہ تھا کہ کسی کے علاقے میں کسی کے شہر میں کچھ اس طرح کے واقعے تو پورا شہر لرز اٹھتا تھا وہ نکل جاتے تھے کہ میں میری عزت کو چیلنج کیا گیا ہے۔ ابھی کسی کی عزت کیوں چیلنج نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی کیوں لوگ خاموش ہیں سارے یہ واقعات جو ہو رہے ہیں کسی کے گھر کے سامنے تو ہو رہے ہیں وہاں پر بھی تو کوئی ایم پی اے ایم این اے تو ہوگا وہاں پر بھی کوئی سردار نواب تو ہوگا یہ سارے کیوں خاموش ہیں۔ یہ تو میں کہتا ہوں کہ اس دہشتگردی کی تو ہم مذمت کرتے ہیں لیکن صرف مذمت کی حد تک نہیں ہمیں اٹھنا ہوگا بحیثیت بلوچستان کے مختلف اقوام وہ چاہیے پٹھان ہے بلوچ ہے چاہیے جو بھی ہے ہم سب نے اُٹھ کے اپنے اس بلوچستان کو اپنا بلوچستان سمجھنا ہے یہ جنگ ہمارے خلاف ہو رہی ہے یہ جنگ بلوچستان کے خلاف نہیں ہو رہی ہے پنجابی کے خلاف نہیں ہو رہی ہے۔ پنجاب میں امن وامان ہے بالکل خیر خیریت ہے یہ ہماری سبز زمین کو انہوں نے آگ میں تبدیل کیا ہوا ہے یہ کس نے کیا یہ ہمارے اپنے ہی لوگوں نے کیا ہے اس پر ہماری خاموشی جو ہے یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس سوالیہ نشان کو ہم نے توڑنا ہے۔ میں اس واقعے کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ اور اس واقعہ میں جو لوگ شہید ہوئے اس سے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے آمین۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you حاجی نور محمد ڈمر۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔اُسے پہلے تو کل ٹرین جو حادثہ ہوا ہے۔ہم اُس کی مذمت کل بھی کی ابھی فلور پر بھی ہم کر رہے ہیں کریں گے۔ اِتنا معاملہ سادہ بھی نہیں ہے۔ بلوچستان میں امریکہ کا ڈالر انوالو ہے، چائینا کا پیسہ اِنوال ہے، ہندوستان کا پیسہ انوال ہے،سعودیہ کا ریال انوال ہے۔ایران تمن اِنوال ہے۔اس لئے اتنا سادہ مسئلہ بھی نہیں ہے۔بہت بڑی جنگ ہے تو اُس کو اُسی پس منظر میں ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔مذہب کے نام پر جو ہمارا مؤقف ہے،ہم جب بات کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم ایک سائیڈ پر لانے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید ہم سخت بات کرتے ہیں۔یا ہم ایف سی کو کہتے ہیں۔یا سیکورٹی اداروں کو کہتے ہیں۔دیکھیں ہم بار بار کہہ رہے ہیں یہ بات ہم مجھے خود بھی تین، چار دفعہ دھمکی ملی ہے قتل کی۔تو یہ مجھے دونوں طرف سے ملتی ہیں۔تو موت اور زندگی اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔مذہب کے نام پر قتل کیا ہم نے مذمت کی ہے۔کہ جو مذہب کے نام پر قتل کرتے ہیں مسلک کے نام پر قتل کرتے ہیں،کوئی داڑھی والا قتل کرتا ہے،اُس کی ہم نے ہر وقت مذمت کی ہے۔جو قوم کے نام پر قتل کرتے ہیں،قومیت کے نام پر ہم نے اُس کی ہر وقت مذمت کی ہے۔یہ بالکل کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو پنجاب کا رہنے والا ہے واجب القتل ہے۔ہم فوج کی مخالفت کرتے ہیں کہ فوج کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کو واجب القتل قرار دے کر کے لاپتہ کر کے اُس کی لاش جنگل میں پھینک دیں،وہ فوج کا کام نہیں ہے عدلیہ کا کام ہے۔موت کا فیصلہ پاکستان کے آئین کے مطابق عدلیہ کا کام ہے کہ کسی کو پانسی دے۔تفتیش کرنا فوج کا کام ہے لیکن اسی طرح کسی تنظیم کا،اگر کسی فرد اگر کسی نے میرے بھائی بھی سگہ بھائی بھی قتل کیا ہو تو مجھے یہ اختیار نہیں کہ چوک پر اُس کو میں ماروں گے۔تو مَیں قانون آئین کے دائرے کار کے مطابق اُس کو سزا دلوانے کی کوشش کروں گا۔اِس لئے قوم کے نام پر بھی ہم کہیں قتل کی مذمت کی ہے کوئی پنجاب کا رہنے والا مزدور،حجام،سندھ کا رہنے والا جب پنجگور میں مارا ہو۔وہ اس بنیاد پر واجب القتل نہیں ہے کہ وہ پنجاب کا رہنے والا ہے ہمارے پنجاب میں پورے بچے پڑھتے ہیں۔وہاں کے تعلیمی اداروں میں ہمارے بچے پڑھتے ہیں۔تو اس لئے یہ کوئی دلیل نہیں ہوئی۔تو اس لئے آج اس پر کسی کو واجب القتل قرار دیں اُس کو مار دیں۔بس سے اُتار دیں، یا اُس کو یرغمال بنا دیں، یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ظلم ہے،ہاں مَیں مانتا ہوں۔کہ ریاست کا جبر ہے۔ہم یہ مان لیتے ہیں۔کہ ریاست نے بہت ظلم کیا ہے۔یہ ہم مان لیتے ہیں۔ریاست نے ہمارے بچے لاپتہ کئے ہیں۔ہم یہ مان لیتے ہیں۔ہماری خواتین کو بے عزت کیا ہے۔ہم یہ مان لیتے ہیں۔مُجھ جیسے کی ماں محفوظ نہیں ہے۔ہم مان لیتے ہیں لیکن قصوروار پنجاب کا پنجابی نہیں ہے۔سندھ کا مزدور نہیں ہے۔کوئی دیہاڑی کرنے والا مزدور نہیں ہے کوئی بلاک بنانے والا نہیں ہے۔اور اس میں کہتا ہوں کہ ریاست مجرم ہے۔ریاست نے بہت جبر کیا ہے بلوچستان میں لیکن سب کے باوجود ہمیں انصاف کے ساتھ بات کرنی چاہیے اور انصاف کے دائرے میں ہمیں حکمت عملی بنانی چاہیے۔قوموں کیساتھ لڑائی، بلوچ کی پنجابی کے ساتھ،کوئی لڑائی نہیں ہے۔ہماری تو لڑائی اُس ذہنیت کے ساتھ ہے

جو مجھے کیڑا مکوڑا سمجھتا ہے۔ اُس میں بلوچ بھی شامل ہے اُس میں پنجابی بھی شامل ہے۔ اُس میں سندھی بھی شامل ہے۔ اُس میں تمام طبقات شامل ہیں جو مجھے کیڑا مکوڑا سمجھتے ہیں اُس میں میرا بلوچ بھی شامل ہے جو مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ میری زمینوں پر گوادر کی زمینوں پر تو کسی پنجابی نے تو قبضہ نہیں کیا ہے۔ کسی باہر والوں تو قبضہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے جو مذہب کے نام پر کرتے ہیں۔ آخری جو بات میں کر رہا ہوں۔ ساتھی کہتے ہیں ہم، ہم فریق بننے کے لئے تیار ہے۔ بالکل فریق بنیں گے۔ لیکن پہلے تو مجھے بتائیں بلوچستان کے فیصلے میں مَیں شامل ہوں؟ کیا بلوچستان کے فیصلے میں کرتا ہوں؟ بلوچستان کا فیصلہ یہ ایوان کرتا ہے۔ جب فیصلے میں نہیں کرتا تو فیصلے میں مَیں انوالو نہیں ہوں۔ مَیں گوادر میں سیکورٹی اداروں سے سے ملاقات کی کہ گوادر کی گلیاں کون جانتا ہے میرے علاوہ؟ مجھے کبھی آپ نے پوچھا کہ گوادر میں امن کیسے قائم ہو گا۔ کبھی آپ نے مجھے بٹھایا کہ گوادر میں امن وامان کیسے قائم ہو گا۔ کبھی آپ نے مجھے بٹھایا کہ گوادر میں امن ومان کیسے قائم ہو گا۔ کبھی آپ نے بتایا کہ گوادر پورٹ کیسے چلے گا۔ کبھی مُجھ سے پوچھا کہ گوادر انٹرنیشنل ایئر پورٹ چلے گا گوادر کی گلیاں گوادر کی دیہات گوادر کے پہاڑ کون جانتا ہے میرے علاوہ، لیکن مجھے ایک منٹ کے لئے کسی نے بلایا؟ نہیں۔ جب میں فیصلہ میں شامل نہیں ہوں جناب اسپیکر! جو جب پالیسی سازی میں مَیں شامل نہیں ہوں، جب فیصلوں میں شامل نہیں ہوں، تو اب میں کیسے فریق بنوں گا۔ کیسے مقدمہ لڑوں گا۔ مَیں کس طرح وکیل بنوں گا۔ کس طرح میں وکالت کروں گا، کس طرح میں جنگ لڑوں گا۔ فیصلہ کوئی اور کریں۔ اور وکیل مَیں بنوں، فیصلہ کہیں اور ہوتے ہو چوکوں پر مَیں جنگ لڑوں، جب مَیں فیصلے میں شامل ہوں گا اپنی جان قُربان کروں گا۔ جب فیصلہ سازی میں شامل کروں گا مَیں اپنی اولاد کو قُربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایسا نہیں ہو گا فیصلہ اسلام آباد میں ہو جان کی قربانی مَیں دوں، فیصلے پنڈی میں ہو جان کی قُربانی مَیں دوں فیصلہ کوئی اور کرے بچے میرے مریں۔ ایسا نہیں ہوتا جب تک یہ ایوان، اور یہ کابینہ اور بلوچستان والے یہ فیصلہ کریں گے۔ پھر ہم قربانی دیں گے۔ پھر ہم اپنی سرزمین کی حفاظت کریں گے۔ پھر ہم جنگ لڑیں گے، اپنی قوم کی سرزمین کی۔ اس لئے مَیں مَیں نے ابھی تجویز بھی دی ہے تحریری بھی تمام کی ٹیبل میں رکھیں ہیں بالکل زاہد صاحب نے کہا مجھے تشویش جناب اسپیکر! بنیادی جو تشویش ہے۔ یہ حالات ہیں یہ صحیح کل ہو جائیں گے انشاءاللہ مجھے اللہ کی ذات پر یقین ہے۔ ظلم نہیں چلتا ہے۔ کفر کا نظام چل سکتا ہے ظلم کا نظام نہیں چل سکتا۔ مجھے یقین ہے حالات اچھے ہو جائیں گے۔ لیکن اصل پریشانی میری یہ ہے۔ تمام حالات کے باوجود مجھے سنجیدگی نظر نہیں آ رہی ہے۔ تمام شاہراہیں غیر محفوظ ہونے کے باوجود مجھے سنجیدگی نظر نہیں آ رہی ہے۔ آج بھی PSDP پر، ٹرانسفرز اور پوسٹنگ پر مجھے ابھی آج ہی فضل قادر صاحب نے بتایا ابھی بتا رہے تھے کہ رات کو جو ہے ناں عادل بازئی کے گھر پر چھاپہ پڑا ہے۔ وہاں ٹرین میں بچے پھنسے ہیں کیا عادل بازئی مجرم ہے؟ عادل بازئی کوئی قاتل ہے۔ عادل بازئی کوئی ریاست مخالف ہے یہ کوئی ٹائم تھا کہ عادل بازئی ایم این اے کے گھر پر چھاپہ

مارااور وہاں ہمارے دوسو بچے یرغمال ہیں اور کوئٹہ میں عادل بازئی کے گھر پر چھاپہ۔ یہ ہے سنجیدگی۔ یہ ہے ہماری پالیسی۔ تو مَیں یہ کہتا ہوں کہ جب سیاسی آپ بالیدگی چاہتے ہیں اتفاق چاہتے ہیں اتحاد چاہتے ہیں آپ پورے بلوچستان کے لوگوں کو متحد کرنا چاہتے ہیں تو آئیں تمام سیاسی قیادتیں یکجا ہوں جو تمام قبائلی سرداراور نواب یکجا ہو جائیں اور مشورہ ہو جائے ہم فیصلہ کریں گے بلوچستان کا لیکن ایسا نہیں ہوگا ہم بیٹھیں گے ہمیں تھمادیں گے پرچی تھمادیں گے نہیں آپ لوگ بیٹھیں فیصلہ یہ ہوگا ایسا نہیں ہوگا بلوچستان میرا ہے تو اسکا فیصلہ میں کروں گا یہ ایوان کرے گا یہ کابینہ کرے گا بلوچستان کے لوگ کریں گے ہم بتائیں گے کہ کیا کریں گے۔ تب فلاں فریق بنائیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا ہمارے وزیر صاحب کہتے ہیں کہ آپ کیوں ایسا نہیں کرتے ہیں۔ مَیں کروں گا۔ بالکل کریں گے ہم کریں گے اسی چوک اور چوراہوں پر کریں گے ہمارے پاس کوئی آگے پیچھے کوئی گاڑی وغیرہ نہیں ہیں۔ یہ تمام میں بطور ایم پی اے یہ جو حالات خراب ہوئے ہیں دو پولیس والے گوادر میں دئے تھے ان حالات میں مَیں نے دونوں پولیس والے واپس کردیئے، کوئی ایک پولیس والا میرے ساتھ نہیں ہے کوئی گن مین میرے ساتھ نہیں ہے کہ مَیں گھوم رہا ہوں اگر مرتا ہوں لوگ مر رہے ہیں اور مَیں بھی مر جاؤں گا۔ کیا ہوا۔ کہ لوگ مر رہے ہیں عام لوگ مر رہے ہیں اور ایم پی اے کہتے ہیں کہ مجھے اسکواڈ ملے گاڑیاں ملیں پولیس والے ملیں گن مین ملیں۔ ایسا نہیں ہے تو اس لئے مَیں ایسا نہیں ہے کہ مَیں یہ باتیں کرکے اور خوف کے مارے۔ نہیں مَیں نے کبھی خوف کے مارے نہیں، موت و زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مَیں ایف سی کے بارے میں بات کی ہیں۔ تو اس لئے کرتا ہوں کہ ریاست ماں جیسی ہوتی ہے کہ اگر بیٹا نافرمان ہے، اُس کو گلے لگاؤ اس کا ماتھا چھوموا س کو گلے لگاؤ، محبت کی زبان میں بات کرو گالی کی زبان میں مت کرو بات۔ گولی کی زبان میں بات مت کرو۔ جو مجرم ہے اس کے ساتھ مجرم جیسا سلوک کرو جو، death squad ہے، مجھے بتائیں زہری میں اُس بچی کو جو اغوا کیا گیا بچی کو کیا وہ بی ایل اے والا تھا؟ مسلح تحریک کا تھا؟ وہ بی ایل ایف کا تھا؟ رات ڈیڑھ بجے اُس بچی کو اغواء کرنے والا بی ایل اے کا نہیں تھا۔ کس کا تھا؟ eath squad والے تھے۔ وہ آج بھی گرفتار نہیں ہوئے، آج بھی نہیں پکڑا۔ ایک بچی تو بازیاب ہوا حکومت نے وزیر اعلیٰ صاحب نے کوشش کی وہ تو ہوا۔ لیکن اغوا کار کہاں ہیں؟ زمین کے نیچے چلے گئے۔ آسمان کے اوپر چلے گئے۔ وہ کوئی مسلح لوگ تو نہیں تھے، رات ڈیڑھ بجے جب ہماری بچی death squad کے ہاتھوں محفوظ نہیں ہے۔ تو اس لیے میں آخر میں پھر حکومت سے کہتا ہوں خدارا! جیسے حاجی زاہد نے ہاتھ جوڑا، ایک ہاتھ جوڑنا کافی ہے۔ تو حکومت آل پارٹیز طلب کرے، قبائلی لوگوں کو طلب کرے اور علماء کرام کو طلب کرے۔ نوجوانوں کو طلب کرے۔ ہم بھرپور ساتھ دیں گے۔ لیکن آخر میں کہ فیصلہ ہم کریں گے، عملدرآمد ہم کریں گے۔ ایسا نہیں ہوگا کہ اسلام آباد اور پنڈی والے فیصلہ کریں۔ عملدرآمد ہم کریں۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ Thank you۔جی میری گزارش یہ ہوگی کہ تمام معزز نہیں نہیں بیٹھیں باری باری۔جی ظہور بلیدی صاحب kindly be brief and to the point۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات) شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں جو ایک دِلخراش واقعہ ہوا ہے مشکاف بولان میں، اُس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔

(اذان عصر)

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: شکریہ جناب اسپیکر! اور دوسری جانب محترمہ مینا مجید صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی ہے جس میں خواتین کو اِس نام نہاد جھگڑے میں ایندھن بنایا ہوا ہے۔اور منظّم پروپیگنڈے کے ذریعے بلوچستان کے نوجوانوں کو ریاست سے منحرف کیا جارہا ہے۔جس طرح باقی ممبران نے کہا، یہ کوئی سادہ سا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ریاست پاکستان اور خصوصاً بلوچستان اور بلوچ قوم کے خلاف ایک منظّم سازش ہے۔کل جب یہ بولان والا واقعہ رونما ہوا تو میری نظر indian defence analyst اور research analyst wing کے جو mount piece ہیں۔میجر گوروآریا۔اُنکا ایک twit تھا کہ Road to Peace and Balochistan passes through Kashmir. اِس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بلوچستان کے حالات کو جان بوجھ کرخراب کیا جارہا ہے۔اورخراب کرنے والے خود یہ مانتے ہیں کہ ہم اس لیے خراب کررہے ہیں کہ کشمیر پر جو Pakistan کا legitimate-stance ہے جب تک وہ رہے گا، ہم اس ملک میں انتشار پھیلاتے رہیں گے۔ہمیں اس مخمصے کا شکار ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ یہ جھگڑا، یہ conflict جس میں زیادہ تر عام لوگ ہی suffer کررہے ہیں، یہ کوئی rights کی جنگ ہے یا کوئی بلوچ کو، اگر کوئی خواب دکھایا جارہا ہے، کوئی سنہری خواب دکھایا گیا ہے، کہ اس کا مستقبل کوئی روشن ہوگا تو یہ صرف اور صرف ایک proxy جنگ ہے۔جو وہ ریاستیں لڑ رہی ہیں، جن کا پاکستان کے ساتھ کوئی دشمنی ہے۔اوراس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری جو ترقی ہے، ہماری جو خوشحالی ہے، وہ منجمد ہوجائے گی۔ہم 70 سالوں میں جس طرح تھے، اسی طرح رہیں گے اور جو سب سے بڑا نقصان ہوگا وہ بلوچستان کا ہوگا اور بلوچوں کا ہوگا۔ہمیں یہ بات جتنی جلدی سمجھ آجائے اُتنا ہی ہمارے لیے بہتر ہے۔اور جو ایک منظّم اور coordinated قسم کی ایک جو terrorism چل رہی ہے، اس میں بلوچستان کے اوراس ملک کے تمام مکتبہ فکر، خواہ وہ intelligentsia ہو یا کسی اور طبقہ فکر سے تعلق رکھتا ہو، سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔آج جتنے بھی ہم ممبران بیٹھے ہوئے ہیں یہاں اسمبلی میں، جس political party سے تعلق رکھتے ہوں، کوئی بھی ایسی پارٹی نہیں بچی ہے کہ اس دہشتگردی کا شکار نہ ہوئی ہو۔ان کے workers بھی مارے گئے ہیں، ان کو threats ہیں، including یہ BNP مینگل۔تو جناب اسپیکر ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا اس طرح ہم اپنی آنکھیں بند کرکے کبوتر کی

طرح۔تو کیا ہم کہاں پر کھڑے ہیں؟ کیا یہ لڑائی یہ جھگڑا کس کو فائدہ دے گا؟ کل جو train hijack ہوا ہے جس طرح کی جو حرکت ہوئی ہے، جو گھناؤنا ایک جرم ہوا ہے کیا کوئی ذی شعور انسان اس کو justify کرسکتا ہے؟ جناب اسپیکر! اس مسئلے پر ہم سب کو سوچنا ہوگا۔ ہم سب کو بیٹھنا ہوگا۔ دشمن اندرونی کم اور بیرونی زیادہ ہیں۔ اس کے اہداف واضح ہیں۔ اس کے اہداف یہ ہیں کہ ملک کو انتشار کا شکار بنایا جائے۔ ملک کو کمزور کیا جائے۔ ملک میں بسنے والے تمام اقوام کو آپس میں دست و گریبان کرایا جائے۔ملک کی ترقی روکی جائے۔خدانخواستہ یہاں اس ملک میں ایک slaughter-house بنایا جائے جو تقریباً وہ اسمیں کسی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں اس کو ناکام صرف فوج نہیں کرسکتی ہے۔ اس کو ناکام صرف government نہیں کرسکتی۔ جب تمام پوری قوم کھڑی ہوگی اور تمام political parties جو ہیں، اپنی اپنی government کے ساتھ اپنی فوج کے ساتھ کھڑے ہوں گے اپنی law enforcement agencies کے ساتھ کھڑے ہوں گے، ان کی قربانیوں کو acknowledge کریں گے۔تب جا کر یہ مسئلہ حل ہوگا۔اور یہ مسئلہ سادہ بھی نہیں ہے، یہ fifth generation war ہے جو باہر سے بیٹھ کر مختلف tools کے ذریعے حالات کو خراب کیا جا رہا ہے۔ social media میں آپ دیکھیں، یہاں کی جو movements چل رہی ہیں، اُن کو دیکھیں، لوگ جو طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں، طرح طرح کے نظریات پیش کرتے ہیں، اُن کو دیکھیں۔ گو کہ ملک میں مسائل ہوں گے، گو کہ ترقی کے مسئلے ہوں گے، محرومیاں ہوں گی، resources کے بٹوارے کا نظام جو ہے منصفانہ نہیں ہوگا۔ لیکن اس کو ہم نے آپس میں بیٹھ کر حل کرنا ہوگا۔ لڑائی اور مار کٹائی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، کُشت و کُشار سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا خون جتنا بھی گرے گا پاکستانی کا ہوگا۔ بیشک بلوچ ہو، بیشک پنجابی ہو، سندھی ہو، پشتون ہو جس کو بھی کسی صوبے سے تعلق رکھتا ہوں۔ لیکن ہے تو پاکستانی۔تو جناب اسپیکر! ہمیں دُشمن کا ہر پلیٹ فارم پر مقابلہ کرنا ہوگا۔ اگر وہ بندوق لے کر آتا ہے تو ہمیں بندوق کے ساتھ اُس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔اگر وہ بیانیہ کی جنگ لڑتا ہے تو ہمیں اُس کے ساتھ بیانیہ کی جنگ لڑنا ہوگی۔اگر وہ پروپیگنڈے کرتا ہے تو ہمیں اُس کا بھرپُور جواب دینا ہوگا۔ اگر وہ ہماری آپس کی کمزوریوں کا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔تو بحثییت ایک قوم ہمیں ملکر اُن کمزوریوں کو بھی Cover کرنا ہوگا۔ اُن کو بھی ختم کرنا ہوگا۔تب جا کے ہم اِس ناسور سے اپنی جان چھوڑا سکیں گے۔تو مَیں مینا مجید صاحبہ کی قرارداد کی جو ہے اسکو سپورٹ کرتا ہوں۔اور ہماری خواتین کو آگے بڑھنا ہوگا۔ ہم ایسے خطے میں اور ایسے صوبے میں رہ رہے ہیں۔ کہ ہماری خواتین جو ہے مردوں کی نسبت کافی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ایجوکیشن کے حوالے سے، کاروبار کے حوالے سے۔تو ہم نے اُن کو empowered کرنا ہوگا۔اُن کو strengthen کرنا ہوگا ۔اُن کو تعلیم دینی ہوگی۔ اُن کو ہم نے جو ہے مردوں کے برابر لا کے کھڑا کرنا ہوگا۔ جو ہماری

اِسلامی تعلیمات کے مطابق، ہماری بلوچی تعلیمات کے مطابق ہے۔نہ کے ہم نے اُن کو پروپیگنڈے کے ذریعہ قوم کو ورغلا کر خودکش حملہ آور بنا کر اُن کی جو ہے زندگیاں ختم کریں۔

جناب اسپیکر: Thank you۔جناب ظہور بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! اب میں ایک Just one minute

جناب اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: CM صاحب! آپ کی موجودگی میں آپ کے لوگ ایک ایک کر کے اُٹھ رہے ہیں۔یہ تو ہم اپوزیشن والے پتہ نہیں کیوں اِتنا وہ ہے اگر ہم نکل جائیں آپ کا کورم ٹوٹ جائے گا۔آپ مہربانی کر کے اُن کو جب تک آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔اُن کو پابند کریں۔آپ نہیں ہوں گے تو کوئی نہیں آتا ہے۔اگر اِس طرح آپ اِس کی اگر یہاں پر ہم کہہ رہے ہیں کہ main issue پر ہم بات کر رہے ہیں۔اور یہ عالم ہے کہ آپ کے لوگ ایک ایک کر کے جو ہے ناں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: نماز کیلئے نہیں اُٹھ رہے ہیں میں سب کو دیکھ رہا ہوں۔سر، آذان سے پہلے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: last speaker۔فرح عظیم شاہ صاحبہ۔آپ نے پرچی نہ بجھوائی، میں نے آپ کو کہا تھا کہ پرچی بجھوائیں۔میرے پاس صرف فرح عظیم شاہ رہ گئی ہے۔بس۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وکفا باللہ ولیً وکفا باللہ نصیرا۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب اگر آپ اجازت ہو تو کوئی دس منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جائیں۔دس منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ Exactly at 5:30 we will get back. We will start at 5.30 inshaAllah.

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! یہ مجھے کہہ رہے ہیں یا آپ کس سے اجازت۔۔۔

جناب اسپیکر: میڈم !10 منٹ کیلئے نماز کا وقفہ ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اچھا مجھے آپ نے کھڑا کر کے پھر آپ کہہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نماز پڑھ کے آجاتے ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: چلو اچھا ٹھیک ہے۔

(نماز عصر کا وقفہ)

جناب اسپیکر: جی محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ! .continue کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: یہ دہشتگرد اور کس راستے سے آ رہے ہیں افغانستان کے راستے سے آ رہے ہیں اور اُس ملک افغانستان کے راستے سے آ رہے ہیں کہ جن کو ہم نے چالیس سال سے زیادہ پناہ دی اور پھر بلوچستان ۔ جہاں بلوچستان ایسا ایک وقت تھا کہ جب بلوچستان کے امن کی مثالیں دی جاتی تھیں۔اور پھر جب یہ پناہ گزین۔ یہ کوئی غلط بات نہیں ہے ہمارے دروازے کھلنے چاہئیں لیکن جب یہ افغانستان کے لوگ یہاں پر آئے۔تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طریقے سے criminal activities میں اضافہ ہوا۔اور پھر یہ پناہ دینے کا ہمیں یہ فائدہ مل رہا ہے اور ہمیں یہ gifts مل رہے ہیں کہ افغانستان کی سرزمین، بھارت کے ذریعے استعمال ہو رہی ہے کہ وہ پاکستان کو غیر مستحکم کریں۔ کیونکہ بلوچستان میں یہ کارروائیاں اِس لیے کی جاتی ہیں کہ بلوچستان پاکستان کا future ہے۔ جناب اسپیکر! بہت زیادہ کشیدہ حالات ہیں بلوچستان کے۔اور آج میں یہ برملا کہتی ہوں کہ اِس کی وجہ صرف اور صرف سیاستدان ہیں۔ ہمارے فوجی ہماری فورسز دن رات اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہیں لیکن صرف یہ اُن کی ذمہ دار نہیں، یہ صرف پاک افواج کی ذمہ داری نہیں کہ وہ قربانیاں دیں۔ ہمارے جواب شہید ہو ہماری ماؤں کے گھر میں جوان لاشیں جائیں اور ہماری فورسز ہماری پاک افواج ہر وقت قربانیاں دینے کے لیے آگے ہوں۔ہم سب کی یہ ذمہ دار ہے اور یہ جو سیاستدان آج جتنے بھی اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔میں سن رہی تھی کہ زابد علی ریکی صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہاں علی مدد جتک صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ تاریخ میں کوئی نام لکھوانے کی بات کر رہے تھے۔جب آپ ٹیپو سلطان جیسے، جب آپ خالد بن ولید جیسے کام کریں گے۔ جب آپ صلاح الدین ایوبی جیسے کام کریں گے تو تب آپ کا نام تاریخ میں لکھا جائیگا۔ یہاں تو ہماری ڈویلپمنٹ اسکیمیں بکتی ہیں آپ کہتے ہیں کہ بلوچستان کا مسئلہ کیا ہے۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ بلوچستان کا کیا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ غربت کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ معاشی مسئلہ ہے۔آج یہ سارے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔منتخب کردہ نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں بار بار یہ کہوں گی کہ آج پاکستان جس نہج پر کھڑا ہے، آج بلوچستان جس نہج کھڑا ہے ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ کتنی ڈویلپمنٹ اسکیم ملتی ہیں جناب اسپیکر! پاکستان کے جس حصے میں بھی آپ چلے جائیں وہ سب یہی کہتے ہیں کہ بلوچستان میں تو بہت پیسہ ہیں۔ بالکل بلوچستان میں بہت پیسہ ہیں ۔آپ کے بارڈرز کے ذریعے بہت پیسہ ہے۔آپ کے ایک ڈی سی جو لگتا ہے 20-20 کروڑ دیتا ہے اور ڈی سی لگتا ہے کسی علاقے میں کیوں لگتا ہے ۔کیا کرتا ہے وہ وہاں پر جا کر یہ بتائیں ناں ۔ یہ سوال آج اِس اسمبلی کے فلور پر میں treasury branches پر بیٹھتی ہوں میں BAP party سے تعلق رکھتی ہوں لیکن حق اور سچ میں ضرور بولوں گی ۔اِس لیے بولوں گی کہ علی مدد جتک صاحب آج آپ نے حلف پڑھا۔آج یہ حلف ہم نے دوبارہ سنا۔ یہ حلف ہم سب نے

بھی پڑھا اور مجھے لگتا ہے صرف پڑھ کر ہم یہ فائل بند کر کے رکھ دیتے یہ حلف ہم پڑھتے ہیں کان کھول کر آپ سب سن لیں ۔کہ یہ حلف ہم پڑھتے ہیں خدا کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں خدا کی قسم ہم پاکستان کے وفادار رہیں گے خدا کی قسم ہم کرپشن نہیں کریں گے۔ خدا کی قسم کہ ہم پاکستان کے constitution کے مطابق چلیں گے۔یہ خدا کی قسم کھا رہے ہیں؟ آپ کی کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے چار دن کی زندگی ہے اُسی اندھیری قبر میں سب نے جانا ہے اور اس میں دبوچ لیے جائیں گے۔اور یہ جتنے بھی قتلِ عام ہیں،میری ذاتی کوئی دشمنی نہیں کسی سے لیکن جب بات آئیگی پاکستان کی۔جب بات آئیگی پاک افواج کی جب بات آئیگی بلوچستان کی جب بات آئے گی بلوچستان کے غریب عوام کی اُس وقت میں کھڑی ہوں گی میں اُن کی شانہ بشانہ کھڑی ہوں اور جناب اسپیکر! یہ جو پہاڑوں پر لوگ ہیں یہ جتنی بھی تحریکیں چلیں۔بی ایل اے ۔بی ایل ایف۔بی آر اے یہ پہلے نواب،سردار،اِن سب تحریکوں کو دیکھ رہے تھے۔اور اِس کے پیچھے ہمارے دشمن جو آلہ کار ہمارے اپنے لوگ پھر اُن کے بنتے ہیں۔اب یہ تحریکیں نکل کر ایک عام غریب بلوچ کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں۔ پہاڑوں پر کون لوگ ہیں؟ اُس 19 سال کے لڑکے کو کونسا نظریہ آپ سمجھائیں گے،جس کو آپ اُس کے اپنے حقوق نہیں دے رہے ہیں میں آپ لوگوں کو بتاتی ہوں کہ بلوچستان کے کیا مسائل ہیں پنجگور کا ہم نے وِزٹ کیا۔آواران کا ہم نے وزٹ کیا۔تربت کا ہم نے وزٹ کیا۔گوادر کا ہم نے وزٹ کیا۔اور آپ کے بہت قریب علی مددجتک صاحب! سریاب کا ہم نے وزٹ کیا۔آپ جا کر حالتِ ذرا تو دیکھیں وہاں پر لوگوں کی۔آپ ڈیولپمنٹ اسکیمز کی بات کرتے ہیں میں کہتی ہوں اگر صرف یہ ڈیولپمنٹ اسکیمز ہی صحیح طریقے سے خرچ ہو جائیں اور اپنے اپنے علاقوں پر آپ لوگ یہ ڈیولپمنٹ اسکیمز لگادیں تو آج یہ بلوچستان کا حال نہیں ہوتا۔دو ایسے ایشوز ہوتے ہیں دنیا بھر میں جناب اسپیکر! ہسٹری اٹھا کر آپ دیکھ لیں دو ایسے اشو ہیں کہ جب آپ کی لڑائی ہوتی ہے resources دوسرا جب آپ کے حقوق نہ ملیں۔آپ کی بی ایل اے اسٹارٹ ہوتی ہے چند لوگوں سے۔آپ کی بی آر اے اسٹارٹ ہوتی ہے چند لوگوں سے۔آپ کی بلوچ یکجہتی کمیٹی اسٹارٹ ہوتی ہے چند لوگوں سے۔اور اب ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔کیوں؟ ان سب کے ذمہ دار سیاستدان ہیں ان سب کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو آج اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔آپ سب کی ترقی ہو رہی ہے۔ایک گاڑی سے دس گاڑیاں بن رہی ہیں ایک بنگلے سے دس بنگلے بن رہے ہیں۔آپ سب کے بچے باہر ملکوں میں پڑھ رہے ہیں آپ کے علاقے اتنی غربت کا شکار کیوں ہیں آج میں آپ سب سے یہ سوال کرتی ہوں۔میری یہ باتیں بہت بُری لگیں گی۔میری یہ سچ کھری باتیں بہت چبھیں گی۔

جناب اسپیکر: Be brief. ok,ok.

محترمہ فرح عظیم شاہ: نہیں جناب اسپیکر! آج آپ مجھے بالکل خاموش نہیں کر پائیں گے۔آج جب تک میں

اپنی بات مکمل نہیں کروں گی میں خاموش بھی نہیں رہوں گی اور بیٹھوں بھی نہیں اور مَیں واک آؤٹ بھی نہیں کروں گی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: محترمہ میری گزارش یہ تھی آپ سے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: آج مَیں کیونکہ۔۔۔

جناب اسپیکر: سنیں توصحیح۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: آج یہ فرح عظیم شاہ کی آواز نہیں ہے۔آج یہ آواز ہے پاکستان کی۔آج یہ آواز ہے بلوچستان کی۔آج یہ آواز ہے ہراُس غریب کی جس کے حقوق مارے جارہے ہیں۔اوراُسکے حقوق کون ماررہا ہے مجھے آپ یہ بتائیں کہ پرائم منسٹرکون ہےکوئی فورس کا بندہ ہے پریزیڈنٹ کون ہےکوئی فوج کا بندہ ہے؟

جناب اسپیکر: میڈم!میری گزارش یہ تھی۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: وزیراعلیٰ کون ہےکوئی فورس کا بندہ ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم میری گزارش یہ تھی آپ سنیں،سنیں ناں آپ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: آج جو پاکستان اور بلوچستان کے جوحالات ہیں۔

جناب اسپیکر: میڈم آپ سنیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: نہیں یہ ہم سیاستدانوں کی وجہ سے ہیں۔

جناب اسپیکر: میڈم سنیں توصحیح آپ ایک منٹ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: مائیک بندکریں میڈم کی مائیک بندکریں۔مَیں آپ سے کہہ رہا ہوں گزارش کررہا ہوں کہ آپ سنیں افطاری کے لئے ہم نے جانا ہے سب نے سی ایم صاحب نے بھی اسپیچ کرنی ہے۔میرے پاس دس اراکین،آپ اُس پر بات کریں ناں۔نہیں آپ جو ہیں ناں ٹاپک سے ہٹ کر بات کررہی ہیں آپ۔.Be specific مَیں نے آپ سے کہا تھا،جی۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: پاکستان کی پاک افواج کی بات کررہی ہوں پاک افواج کب تک قربانیاں دیں گی آپ مجھے بتائیں کہ ہم اُن شہیدوں کالہوکب تک بہائیں گےاس سرزمین پر۔کیا ہم سب کی ذمہ داری نہیں بنتی۔

جناب اسپیکر: تھوڑا سا آپ۔۔۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: مجھے آپ یہ بتائیں کہ یہ سارے یہاں پرپارلیمنٹ کےلوگ بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: میڈم آپ الزام تراشیاں کر رہی ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: مَیں الزام تراشی کسی پر نہیں کر رہی ہوں۔ میں حقیقت بتا رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: کتنا بتائیں گی آپ۔ آپ ٹاپک کی طرف آئیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: یہاں ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں وہ بھی جانتے ہیں مَیں سیلیوٹ پیش کرتی ہوں دنیش سینیٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں مَیں اُنہیں سیلیوٹ پیش کرتی ہوں کہ یہ غیر مسلم ہیں ایک ہندو ہیں اور وہ اسمبلی میں بیٹھ کے کیا کہتے ہیں ہم مسلموں کو، ہم قرآن کے متوالوں کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں کو وہ کیا کہتے ہیں کہ منافقت نہ کرو۔ آپ کے قرآن میں یہ لکھا ہے جھوٹ نہ بولو۔ آپ کے قرآن میں یہ لکھا ہے، شرم سے ہم سب کو ڈُوب مرنا چاہئے ہم کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور ہم، مَیں تو، مجھے تو ایسے لگتا ہے قرآن میں شاید نعوذ باللہ جھوٹ بول دو تو جنت مل جائے گی آپ منافقت کرلو تو جنت مل جائے گی اگر میں یہاں پر یہ بات کرتی ہوں جھوٹ اور منافقت نہ بولی جائے۔

جناب اسپیکر: شرم سے، شرم سے، شرم سے۔۔۔۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: ایک منٹ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شرم سے اس وقت بلوچستان کو نہیں مرنا چاہئے شرم سے پورے پاکستان کو مرنا چاہئے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: کہتے ہیں کہ دَور بدل گیا۔ کیا سورج نکلنا بند ہو گیا؟ نعوذ باللہ قرآن تبدیل ہو گیا نعوذ باللہ چاند نکلنا بدل گیا کیا دن اور رات تبدیل ہو گئے۔ دَور نہیں بدلا وہی خدا، وہی قرآن، وہی رسول، کون بدل گیا؟ مَیں اور آپ بدل گئے۔ کیوں بدل گئے؟ اس دنیا کے لالچ میں بدل گئے۔ آج بلوچستان کا جو یہ حال ہے آپ اُس اُنیس سال کے لڑکے کو جو پہاڑ پر چلا گیا ہے اُس جوان خون کو کیا بتائیں گے کون سا نظریہ آپ سکھائیں گے۔ آپ سب ذمہ دار ہیں پاکستان کے حالات کے ذمہ دار یہ سیاستدان ہیں اور آج اس ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں اپنے دل پر ہاتھ رکھیں آپ نے خدا کو جان دینی ہے آپ سب نے اُسی اندھیری قبروں میں جانا ہیں اور جوابدہ ہوں گے خدا کے سامنے جو آپ سب ہوش کے ناخن لیں۔ کیونکہ ہم جب تک دنیاوی، میری بات سنیں جناب اسپیکر میں سریاب میں گئی وہاں پر جو میں نے لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ فٹبال کا میچ کھیل رہی ہیں اتنی talented بچیاں ہیں ہماری بلوچ بچیاں ہیں۔

جناب اسپیکر: please cut it short.

محترمہ فرح عظیم شاہ: اسی طرح سے پنجگور میں میں گئی پنجگور میں پنجگور کی جو غربت کے حالات ہم نے دیکھے ہم تربت گئے ہم آواران میں گئے بی ایل اے کون ہے آواران میں ڈاکٹر اللہ نذر کا علاقہ ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم windup کریں پلیز۔ windup کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر بلوچستان کے حالات غربت کی وجہ سے اس نہج پر پہنچے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok, ok.

محترمہ فرح عظیم شاہ: بلوچستان کے حالات ناانصافی کی وجہ سے اس نہج پر پہنچے ہیں اور آج میں یہ بھی کہوں گی اپنے تمام ججوں کو یہ کہوں گی کہ لاقانونیت کی وجہ سے بھی پاکستان اور بلوچستان کے حالات آج اس نہج پر پہنچے ہیں اگر آپ کے قلم کے فیصلے تبدیل ہو جاتے ہیں کسی ڈر سے۔ کسی خوف سے۔ تو چوڑیاں پہن کر اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں اور یہی وقت ہے جناب اسپیکر! اپنی اور آپ کو میں کہتی ہوں کہ آپ بھی اپنی ذمہ داری سمجھیں آپ بھی بہت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کرتے ہیں ناں۔ تو پھر آپ بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں کہ آج یہ بلوچستان۔۔۔۔

جناب اسپیکر: میڈم Remain in your limits.

محترمہ فرح عظیم شاہ: یہ حالات جو ہیں وہ کس کی وجہ سے ہیں۔

جناب اسپیکر: I would request you to remain in your limits.

محترمہ فرح عظیم شاہ: یہ سیاستدانوں کی وجہ سے ہیں، پیٹ ہی نہیں بھرتے جناب اسپیکر کرپشن اِتنی کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Please don't come out of your limits please.

محترمہ فرح عظیم شاہ: ہمارے بلوچستان کا مسئلہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: مائیک بند کریں۔ مائیک بند کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: صاف پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: بس کریں میڈم! that's it, thank you very much. جی thank you Madem, thank you very much. جی خیر جان بلوچ صاحب۔ آپ مہربانی کرکے be brief ۔ thank you۔

جناب خیر جان بلوچ: جناب اسپیکر صاحب بلوچستان نیشنل پارٹی ایک پرامن جمہوری سیاسی جماعت ہے جو کسی قسم کی تشدد تخریب کاری پر یقین نہیں رکھتی ہے۔ نیشنل پارٹی یہ سمجھتی ہے جو یہ دلخراش واقعہ بولان میں پیش آیا جہاں معصوم انسانوں کی جانوں کا جو ضیاع ہوا ہے یقیناً ایک قابل مذمت عمل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں تشدد یا جنگجوانہ پالیسی کسی مسئلے کا حل نہیں ہے چاہے کسی طرف سے ہو، تشدد تشدد کا راستہ بتاتی ہے اور بندوق بندوق کا راستہ دکھاتی ہے یقیناً ہم بلوچستان والے اس وقت ایک conflict zone میں رہ رہے ہیں جہاں جہاں دنیا کی منحوس ترین گیم ہے۔ ہمارے خطے میں کھیلی جا رہی

ہے ایسے موقع میں بلوچستان کی سیاسی قیادت ملکی سیاسی قیادت کو انتہائی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا میں سمجھتا ہوں جب ہم سنجیدگی اور بالیدگی کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو ہم اپنے نوجوانوں کو جو آج ہم سے بچھڑے ہوئے ہیں آج وہ ہمارے خلاف گئے ہیں جب تک ہم ان کو ان کی محرومی کو ایڈریس نہیں کریں گے۔ جب تک ہم ان مسائل کی طرف توجہ نہیں دیں گے جو بنیادی مسئلہ ہوا جو ہمارے نوجوان کو اس کی اپیل اس کی اپیل اس کو کنونس کر رہی ہے اُس اپیل کے خلاف ہمیں ایک ایسا بیانیہ بنانا ہوگا جہاں استحصال نہ ہو جہاں لوگوں کو ان کے حقوق ملیں جہاں لوگوں کو اپنی عزت و جان و مال کے تحفظ کا یہ غم نہ ہو کہ میں روڈ پہ نکلوں گا میں سلامت جاؤں گا یا میں مر جاؤں گا۔ اب آپ دیکھیں ہمارے انتہائی قیمتی اثاثے روڈوں پہ مارے جاتے ہیں مفتی شاہ میر صاحب میرے عزیز ہیں۔ ان کا گناہ کیا تھا کیوں مارا گیا جس نے مارا، مارنے والے کی ہم نے سی ایم صاحب 2011ء میں میری ماں بہنوں کو جن لوگوں نے فائرنگ کی تو سب سے پہلا شخص میں تھا۔

جناب اسپیکر: خیر جان صاحب! نام کیوں نہیں لیتے ہیں یہی تو problem ہے، نام کیوں نہیں لیتے ہیں۔

جناب خیر جان بلوچ: جو میرے بھائی کو شہید کرتا ہے میں اعلانیہ اُس کی مذمت کرتا ہوں لیکن بلوچستان کی خاطر ۔مَیں بلوچستان کی بات کر رہا ہوں بلوچستان کی خاطر میرے 15 خون معاف ہے بلوچستان کو امن کا گہوارہ بناؤ بلوچستان کے لوگوں کو بتاؤ ہم سخت اور تند و تیز جملوں کے ذریعے بلوچستان میں عمل نہیں لا سکتے۔ ہم بلوچستان میں ایک سنجیدہ رَوِش اپنائیں۔ ہم اپنے نوجوانوں کو اپنے پاس لائیں ہم اس ملک کے ساتھ ہیں۔ ہم اس ملک کے آئین کے ساتھ ہیں، ہماری رائے اس ملک کے ساتھ ہے ہاں اختلاف رائے ہوسکتا ہے آپ کا نظریہ آپ کا طریقہ کار آپ کا بیانیہ آپ کا ہوسکتا ہے میرا نظریہ میرا بیانیہ میرا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو واقعہ بولان میں ہوا ہے وہ قابل مذمت ہے ہم انسانیت کے قائل ہیں ہم نسلی بنیادوں پر ہم فقی بنیادوں پر ہم قومی کی بنیادوں پر کسی کے قتل کے حق میں نہیں ہیں۔ ہم اس ہر قتل کو ناجائز سمجھتے ہیں اس کی مذمت کرتے ہیں جہاں انسانیت کو خطرہ ہو۔ ہم انسانیت کے علمدار ہیں ہم انسانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے گی بلوچستان میں Good governance کی ابتدا کرے گی۔ بلوچستان کے ان سلجھتے ہوئے مسائل پر ایک بہت بڑی مَیں سمجھتا ہوں کانفرنس کی ضرورت ہے۔ جس میں بلوچستان کی تمام سیاسی قیادت کو شامل کریں تمام ملکی سطح کی سیاسی قیادت کو بلکہ زرداری اور نواز شریف اس میں سوچیں وہ بلوچستان کے حوالے سے ایک بڑی میٹنگ بلائیں۔ کوئی لائحہ عمل تو بنائیں۔ روز یہ معاملات روز یہ مشکلات جو ہمارے عوام کو درپیش ہیں۔ ہماری سیاسی جماعتوں کو درپیش ہیں یقیناً ہم اس کے حوالے سے نیشنل پارٹی ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ ملک میں امن ہم سب کی سلامتی ہے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you خیر جان صاحب۔ سلیم کوصاحبہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے تو جو واقعہ ہوا ہے بولان کا۔ دوستوں نے بہت تفصیلاً بات کی ہے میں بڑی مختصر بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ مَیں اُس کی جتنی بھی مذمت کریں کم ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔ آپ دیکھیں یہ کل کا صرف واقعہ نہیں ہے یہ دو چار چھ مہینے میں اتنے واقعات ہوئے ہیں۔ ہم نے اس فلور پہ سب دوستوں نے مذمت کی۔ ظاہر ہے یہ بلوچستان سب کا ہے آج اس بلوچستان میں ایک آگ لگی ہوئی ہے یہ ہمارا گھر ہے۔ اس گھر کے ہم سب فرد ہیں اور اس کے لپیٹ میں ہم سب ہیں۔ ہم سب کو مل کر سوچنا پڑے گا کہ کہاں کس طرح اس مسئلے کا حل نکلے گا کیونکہ اب اس مسئلے کا حل ہم نے ہر حال میں نکالنا ہے۔ ہم نے بلوچستان کو تو اس طرح نہیں چھوڑنا ہے جس طرح بلوچستان چل رہا ہے یہ کب تک اس طرح چلے گا۔ ہمارے اپوزیشن کے دوست جس طرح کی بھی گفتگو کر رہے ہیں ان کی گفتگو میں ایک تکلیف ہے ایک درد ہے، تھوڑی سی بولنے کا انداز سختی کی طرف چلا جاتا ہے لیکن تکلیف، درد، دکھ سب کا ایک ہی ہے۔ جو اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں جس کرب سے گزر رہے ہیں جس تکلیف سے یہ صوبہ گزر رہا ہے اسی طرح ہمارے اپوزیشن کے لوگ بھی اس تکلیف سے گزر رہے ہیں۔ اور سب کی یہی خواہش ہے کہ حل نکلیں اب اس کا حل کس طرح نکلتا ہے۔ اس پر ہمیں بہت serious ہو کر بیٹھنا پڑے گا۔ اس طرح نہیں ہوگا جناب اسپیکر صاحب یہ کولیشن گورنمنٹ ہے اور بگٹی صاحب ہمارے کولیشن گورنمنٹ کے کیپٹن ہیں اور انہوں نے اس سال میں میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح اپنی حکومت اور حکومت کے گورننس کو چلانے کی کوشش کی وہ قابل تعریف ہے۔ لیکن حالات اس طرح کے پیدا کر دیے گئے بہت ساری مشکلات ہیں۔ اب بھی ہیں آنے والے دنوں میں بھی ہوں گے۔ لیکن اس کے لیے ہمیں بیٹھنا پڑے گا Seriously بیٹھنا پڑے گا۔ جس طرح یہاں سب دوستوں نے کہا سب جتنے بھی اقتدار والے ہوں چاہے اپوزیشن کے دوستوں نے کہا کہ جو ایم پی ایز ہیں۔ جو یہاں اندر بیٹھے ہوئے ہیں جو باہر ہمارے نواب ہیں سردار ہیں یا کسی بھی قبائل کے ہیڈ ہیں۔ اب اُن سب کا ایک جرگہ لازماً بلانا چاہیے۔ مَیں سی ایم صاحب سے یہ گزارش کروں گا کیونکہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے آخر ہم نے اس کا کوئی نہ کوئی راستہ تو نکالنا ہے۔ ظاہری بات ہے جو آپ سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں آپ ان سے بات چیت کریں گے اور جو آپ سے بات چیت نہیں کرنا چاہتا ہے۔ وہ راستہ بھی آخر حکومت نے اس کے لیے بھی نکالنا ہے اِس صوبے کو اس طرح تو نہیں چھوڑا جائے گا تو دونوں طرف کام ہونا چاہیے بہت ضروری ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے کافی دیر ہو چکی ہے۔ اب اِس پہ اور دیر کرنا بڑا غیر مناسب ہوگا اب ہمیں بیٹھنا پڑے گا یہاں پر ڈاکٹر مالک جیسی قدآور شخصیت بھی بیٹھی ہوئی ہے، اس کا ایک اپنا experience ہے اور یہاں سے باہر بھی ہمارے بڑے ہمارے اس صوبے کے خیر خواہ نواب، سردار موجود ہیں۔ اس اسمبلی میں بھی نواب سردار موجود ہیں۔ اُن

سب کے ساتھ بیٹھ کر آخر ہمیں کچھ نہ کچھ تو اس مسئلے کا حل نکالنا ہوگا۔ یہ روز کی اس طرح کے جو واقعات ہوتے ہیں یہ کون ہیں؟ یہ بلوچستان کے لوگ ہیں، یہ ان کا خون بہا رہا ہے یہ پاکستان کے لوگوں کا خون بہا رہا ہے۔ کب تک ہم یہ خون اُٹھاتے رہیں گے لوگوں کے۔ آج ہمارے، مَیں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے مَیں اقتدار میں ہوتے ہوئے یہ کہنے سے بالکل قاصر نہیں ہوں کہ ہمارے روڈز محفوظ نہیں ہیں۔ لوگوں نے روڈوں پر سفر کرنا چھوڑ دیا ہے لوگوں نے۔ آخر ہمیں اس کا کوئی نہ کوئی راستہ تو نکالنا پڑیگا۔ یہ بڑا غیر مناسب ہے یہ بڑی غیر سنجیدگی ہے ہمیں اس کے اوپر سب کو مل بیٹھ کر کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا پڑیگا وہ چاہیے بات چیت کا راستہ ہو چاہیے وہ راستہ آپ کو بندوق کے ذریعے حل کرنا ہو لیکن آپ نے کرنا ہے، اب اس صوبے کو اس طرح نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تو مَیں سی ایم صاحب سے یہی request کروں گا مجھے اُمید بھی ہے وہ خود بھی ظاہر ہے اُس کی ایک بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے اور وہ لگے بھی ہوئے ہیں دن رات محنت بھی کر رہے ہیں، کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن مَیں اُن سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ ایک جرگہ کے طور پر سب دوستوں کو بلایا جائے۔ بات چیت کرنے سے مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی خرابی ہے۔ شاید بات چیت کے ذریعے کوئی راستہ نکل جائے۔ زیادہ نہیں تو پچاس فیصد تو راستہ نکلے گا۔ لیکن نکالنا چاہیے، ہمیں بیٹھنا چاہیے۔ جہاں ہمیں سختی کی طرف جانا چاہیے، وہاں تھوڑی سی ہمیں نرمی کی طرف بھی جانا چاہیے۔ ہمیں دونوں راستوں پر چلنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے۔ اس صوبے کے لئے ہم سب نے مل بیٹھ کر کوئی نہ کوئی ایک راستہ نکالنا پڑیگا اُس کے بغیر آگے ہم نہیں جا سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب میری یہ گزارش تھی اور یہی عرض تھی۔ اور مَیں اُمید کرتا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس پر جلد سے جلد جتنی جلدی ہو سکے ہم نے اس پر کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا پڑیگا کہ آپ کس طرف جانا چاہتے ہو، آپ اِس طرف جانا چاہتے ہیں یا اُس طرف جانا چاہتے ہیں، بلوچستان کو اس طرح نہیں چھوڑا جا سکتا۔ thank you.

جناب اسپیکر: done۔ اچھا مَیں اپوزیشن لیڈر سے، آپ سے گزارش کروں گا۔ میرے پاس چار یا پانچ بندوں کی still list ہے۔ جی یونس عزیز صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! مَیں صرف مختصراً ایک بات کروں گا مجھے احساس ہے جناب کہ ٹائم بالکل چلا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ ضرور کریں جناب۔ آپ sir ضرور کریں ایک منٹ سنیں تو صحیح۔ رحمت صالح بلوچ صاحب نے بولنا ہیں عاصم کرد گیلو صاحب وہاں کے رہنے والے ہیں ایم پی اے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: مَیں اپنے دوست کی ذمہ داری اُٹھاتا ہوں سی ایم صاحب اپنے دوست کی ذمہ داری اُٹھالیں گے۔

جناب اسپیکر: Leader of the opposition جی.Done, done, ok thnak you.

please.

قائدحزب اختلاف: اِتنے ٹائم میں مَیں بات بھی ختم کر دیتا۔ جناب اسپیکر کل کا جو واقعہ ہوا ہے ٹرین کا جس میں معصوم لوگوں کی شہادتیں ہوئی ہیں اور جسمیں ہماری عورتیں ہمارے بچے جس طرح اُن کو ہراساں کیا گیا ہے مَیں اپنے جماعت کی طرف سے اس کی مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر دوسری بات یہ ہے کہ مَیں صرف دو باتیں کہوں گا کہ ایک تو سردار عبدالرحمٰن نے مجھے quote کیا تھا یہاں پر اپنے ٹیلیفون والے مسئلے میں پتہ نہیں کس میں مجھے تو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا بہرحال مَیں نے جو پرسوں جو بات کی تھی وہ باتیں وہ آج بھی میری باتیں وہی ہیں۔ جو مَیں نے پرسوں باتیں کی تھیں وہ آج بھی میری باتیں وہی ہیں یہ نہیں ہے کہ مَیں سردار کے کہنے سے اپنی باتیں میں بدل لوں گا۔ میری باتیں وہی ہیں اُس میں مَیں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے کہ یہ ٹرین کا مسئلہ یہ سردار کے ٹیلیفون کا مسئلہ یا دوسرے اُن کا مسئلہ، یہ ملک ہم سب کا ہے جس کے آئین کے مطابق ہم نے حلف لیا ہے۔ اور وہ ہم اپنے حلف کے پابند ہیں جناب اسپیکر مَیں مختصراً یہی کہوں گا کہ ان مسئلوں پر مہربانی کر کے سی ایم صاحب سے بھی گزارش میری یہ ہے اور آپ سے بھی میری گزارش یہ ہے کہ سب مل بیٹھ کر کے ایک طرف ہم لوگ چلے جائیں ہمارے پاس سیاسی ورکرز ہیں ہمارے پاس سیاسی لیڈران ہیں ہمارے پاس دوست ہیں وہی باتیں ہیں کہ جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ اگر ہمیں کسی چیز کا پتہ نہیں پھر آپ اُسکا الزام ہم پر تھونپ دیں کہ جی آپ نے یہ کرنا ہے آپ نے یہ یہ کرنا ہیں آپ ہمیں بٹھائیں آپ ہم سے مشورہ لے لیں۔ آپ ہم سے رائے لے لیں تا کہ ہم اگر کسی اچھے اُس پر آ جاتے ہیں ہم سب مل کے اس ملک کی خاطر اس صوبے کی خاطر اس اپنے وطن کی خاطر اگر ہم اچھی اس پر جائیں گے تو میرے خیال میں اس میں کوئی ہرج نہیں ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ سب کو مل کے چلنا چاہیئے۔ یہ ہم سب کا صوبہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی thank you. before handing over the mic to the Leader of the House. تمام معزز وزراء۔ مشیران، وزیراعلیٰ، پارلیمانی سیکرٹریز، اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ save the children کی جانب سے آپ کے لئے آج اجلاس کے اختتام کے فوری بعد اسمبلی سیکرٹریٹ کے کمیٹی روم میں neutration advocacy dialogue with Parliamentarians کا اہتمام کیا گیا ہے پروگرام کے اختتام پر آپ تمام کی اعزاز میں سرینا ہوٹل کوئٹہ میں افطار کم ڈنر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام معزز اراکین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس پروگرام میں بھرپور شرکت کریں۔ جی Leader of the House please.

میر سرفراز احمد بگٹی (قائدایوان): شکریہ جناب اسپیکر۔ جو واقعہ کل درپیش آیا ہے اور اس ایوان نے ایک بار پھر سیر حاصل گفتگو کی۔ مگر مَیں نے محسوس کیا کہ ایک بار پھر وہ confusion آج بھی موجود ہے جو from the date

first موجود تھا۔اس سے پہلے کہ میں اپنی speech کا آغاز کروں مَیں آنرایبل ممبرز کوایک بار پھر یہ یاددلاتا جاؤں کہ مَیں نے اس فلور آف دی ہاؤس میں ایک بار نہیں دو بار نہیں سو مرتبہ یہ آفر کی ہے کہ کسی قسم کا کوئی dialogue کوئی بھی dialogue conflict سے resolve ہوتا ہے تو نہ صرف حکومت بلکہ ریاستِ پاکستان اُس dialogue کے لئے تیار ہے اور اُسکے لئے بار بار یہ کوشش بھی کی ہے کہ آپ میں سے اپوزیشن لیڈرز میں سے جولوگ اسمبلیوں میں سے باہر ہیں اُن میں سے بلوچستان کی خاطر کوئی کسی قسم کے steps لیتا ہے تو حکومت اُس steps کے ساتھ ہوگی۔ جس طرح خیر جان بلوچ صاحب نے کہا کہ پندرہ خون معاف ہیں۔میرے تین سو اَسی لوگ مارے گئے ہیں اِس جنگ میں۔مَیں اُن تمام لوگوں کا خون بھی پاکستان کی خاطر معاف کرنے کو تیار ہوں۔ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ اس لڑائی کو understand کرنے کی ضرورت ہے۔ کیوں ہم اس confusion کا شکار ہیں کہ یہ جولڑائی وہ شاید under development کی وجہ سے ہے یہ لڑائی شاید بیروزگاری کی وجہ سے ہے میری بہن جذباتی ہو کے پتہ نہیں کیا سے کیا کہہ گئی۔وہی شام کو ہیروئن بننے کا شوق ہے، کہ شام کو facebook پر تقریر چلنی چاہیے۔کیوں realities پر بات نہیں کرتے ہیں؟ کون سے rights جو پارلیمنٹ نے بلوچستان کو نہیں دئے ہیں؟ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں انہوں نے ساری زندگی جدوجہد کی صوبائی خودمختاری کی۔کیا 18th-Amendment نے آپ کو آپ کی جدوجہد، آپ کی توقع سے زیادہ آپ کو حقوق نہیں دیئے؟ جناب اسپیکر! دے دیئے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ وہ حقوق دے گا۔مسئلہ کہاں ہے؟ مسئلہ victim کی بات کرنے والا کوئی نہیں victim کی جو ہے جو violence کا victim ہے جو terrorism کا victim ہے وہ معصوم مسافر، اُس کے لیے کوئی آوازیں نہیں اُٹھتی ہیں۔کاش! آج مجھے یہ شوروغرا اور زیادہ سنائی دیتا، اُن لوگوں کا نام لے کر، یہ بشیر زیب ہو، چاہے وہ اللہ نذر ہو، چاہے وہ براہمداغ بگٹی ہو چاہے حیر بیار مری ہو، کون یہ قتل و غارت کر رہا ہے؟ کیوں ہم نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں؟ کیا اُن کو بار بار ریاست نے موقع نہیں دیا ہے؟ جناب اسپیکر! ایک بار نہیں، اِس ریاست نے بار بار ماں کا کردار ادا کیا ہے۔اگر میں تاریخی طور پر جاؤں تو شاید ٹائم کم ہے۔کیا نواب خیر بخش مری کے ساتھ ڈائیلاگ کر کے اُن کو واپس یہاں نہیں لایا گیا؟ کیا آتے ساتھ اُنھوں نے پہلے دن ایئر پورٹ پر پاکستان کا جھنڈا نہیں جلایا؟ کیا اُنھوں نے سریاب میں ایک سرکل لگا کر independent بلوچستان کے لیے advocacy نہیں کی؟ کیا یہ سب تاریخ کا حصہ نہیں ہیں کہ بالاچ مری کو لندن سے واپس لایا گیا؟ بریگیڈیئر صدیق لنگڑا نے اُن کو الیکشن جتوایا؟ کیا یہ تاریخ کا حصہ نہیں ہے؟ کیا اِس ریاست نے بار بار یہ کام نہیں کیا ہے؟ تو اب کیا کریں؟ 500 لوگ بھی ہمارے قتل کریں جا کے معافیاں مانگیں؟ مَیں اُس معافی مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں لیکن کیا وہ آپ کی معافی کو قبول کرنے

کے لیے تیار ہیں؟ آپ تو اِس فلور سے پچھلے ایک سال سے نہیں پچھلے 10 سال سے یہ کہتے آرہے ہیں، ہم معافی مانگتے ہیں۔ہم فلاں صاحب ہیں افسوس ہوتا ہے مجھے دوداخان کا بیٹا جو ہے وہ بھی بشیرزیب کو، بشیرزیب صاحب کہہ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمیں اب اِس لڑائی کو سمجھنے کی ضرورت ہے BLA کوئی جرگہ کررہی ہے تو میں جا کے اُن کے ساتھ جرگہ کروں؟ کوئی سکول سسٹم چلا رہا ہے؟ جو جا کے میں کہوں کہ یہ سکول سسٹم ٹھیک نہیں ہے میں آپ کا سکول سسٹم ٹھیک چلاؤں گا؟ ایمبولنس سروس چلا رہی ہے violence , بندوق کے زور پر اپنا نظریہ مسلط کرنا چاہتی ہے تو کیا violence کی اجازت دے دیں؟ کیا اِس کی اجازت دے دیں کہ معصوم لوگوں کو بسوں سے اُتار کے مارنا شروع کردیں؟ کیا اجازت دے دیں مفتی شاہ میر کا کیا گناہ تھا؟ وڈیرہ صاحب کا کیا گناہ تھا جو خضدار میں شہید ہوئے؟ چن چن کے بلوچوں کو مارا جارہا ہے، مخبری کے نام پر، نائیوں، دھوبیوں کو مارا جارہا ہے جناب اسپیکر! یہ کون سی بلوچ روایات ہیں؟ یہ کس بلوچ روایت کی بات کریں کہ تاریخ میں کیا لکھا جائے گا کہ بلوچوں نے نہتے نائیوں، دھوبیوں، ٹیچرز، ڈاکٹرز، اُن کا قتل عام کیا اور پھر یہ جوٹرین حملہ۔ وہ فوجی جو چھٹی پر جارہا ہے وہ نہتا تصور ہوگا، وہ نہتا تصور ہوتا ہے۔ جنگ کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں۔ قومیت کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں۔ ہمارے آباؤ واجداد نے، ہمارے آباؤ واجداد نے تاریخیں رقم کی ہیں، بلوچ تاریخ بھری پڑی ہے دلیری سے۔ بلوچ تاریخ بھری پڑی ہے مہمان نوازی سے۔ یہ کون سی تاریخ ہے کہ آپ نہتے لوگوں کو ٹرینوں پر حملہ کرتے ہیں معصوم عورتوں کو مارتے ہیں بچوں کو مارتے ہیں اُن کو یرغمال بناتے ہیں۔ اور پھر ہمارے ہاں اِدھر یہ confusion کہ ہم جا کے معافیاں مانگیں؟ اُن کو صاحب کہیں۔ جو بھی violence کریگا جو ریاست پاکستان کو توڑنے کی بات کرے گا بندوق اُٹھائے گا ریاست مکمل طور پر اُن کا قلع قمع کریگی۔ کسی بھی صورت میں۔ ہاں جو عام بلوچ ہے، جو عام بلوچ ہے، اُس کو گلے لگانے کے لیے ریاست ایک بار نہیں 100 بار تیار ہے۔ کہاں کہاں ہم نے بلوچوں کے لیے آپ کی یونیورسٹیز، ہارورڈ اور آکسفورڈ کے دروازے کھول دیئے بلوچ بچوں کے لئے، آج بھی بلوچستان کے تمام بچے جو ہیں welfare State کی طرح تعلیم حاصل کررہے ہیں جتنی بھی یونیورسٹیز ہیں، تو عام بلوچ کو گلے لگایا جائے گا لیکن وہ جو violence پر اُتر آیا ہے وہ جو معصوم لوگوں کو قتل و غارت کررہے ہیں اُن کے ساتھ کیا سلوک برتا جائے؟ اُن کے ساتھ وہی سلوک برتا جائے جناب اسپیکر! ایک inch میں بار بار کہتا ہوں میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ بلوچستان کے حالات ٹھیک ہیں عمرایوب صاحب کچھ کہہ رہے ہوتے ہیں کبھی کون کچھ کہہ رہا ہوتا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک اِنچ territory hold کرنے کی طاقت BLA یا یہ جتنی بھی دہشتگرد تنظیمیں ہیں اُن کے اندر نہیں ہے۔ They can not hold an inch of our land for not more than four or five hours. اِتنا ہی ٹائم لگتا ہے reaction time اُس کے بعد کہاں چلے جاتے ہیں؟ issue یہ ہے کہ اُنہوں نے

وہ environment جو ہے وہ اِس طرح معصوم لوگوں کی قتل و غارت کرکے اور ہمیشہ soft targets ۔ وہ فوجی جو نہتا ہو کے گھر جا رہا ہے چھٹی پر وہ فوجی تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر اتنا ہی ہے تو یہ cantonments ہیں، وہاں پر آ جائیں لڑائی لڑنے کا شوق ہے تو۔ معصوم نہتے مسافروں پر جہاں وہ نظر آئیں، جہاں کبھی بسوں سے اُتاریں، کبھی ethnic بنیادوں پر اُتار کے اُن کو ماریں۔ جناب اسپیکر! یہ confusion دور کرنی پڑے گی یہ confusion کون دور کرے گا؟ یہ ہال august Hall دور کرے گا کتنی دفعہ ان کیمرہ بریفنگ میں مَیں آپ لوگوں کو بتا چکا، کتنی دفعہ میں یہاں کہہ چکا ہوں کوئی لے ناں lead اِس پر، dialogue پر۔ کیوں کوئی lead نہیں لیتا۔ because وہ dialogue کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ریاست تو تیار ہے۔ ایک بار نہیں بار بار تیار ہے لیکن وہ dialogue کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور پھر ایک اور دو قسم کے لوگ ہیں۔ جناب اسپیکر! ایک وہ جو بندوق اُٹھا کے نہتے معصوم لوگوں کی خون بہا رہے ہیں، ناحق اور معصوم کے خون بہا رہیں اور دوسرے وہ جو یہاں پر بیٹھ کے کہیں TVs پر نظر آتے ہیں کہیں twitter پر نظر آتے ہیں کہیں دوسرے forums پر نظر آتے ہیں جو اُن کے لیے advocacy کرتے ہیں اُن کو glorify کرتے ہیں terrorism کو independence کو، کون glorify کرتا ہے؟ کون سا ملک اِجازت دیتا ہے؟ کوئی ملک اِس کی اجازت نہیں دیتا، سوائے اِس بدبخت ملک کے، کہ وہ اجازت دیتا ہے کہ اس کی سڑکوں پر independent پاکستان جو ہے پاکستان کو توڑنے کی بات کی جائے اور وہ برداشت کرتا رہتا ہے۔ کب تک برداشت کریں گے؟ کون لوگ ہیں یہ کیا کبھی کوئی کہتے ہیں کہ یکجہتی ہے، کبھی twitter پر تھانے کا ایک سردار ہے، وہ لکھتا ہے کہ آپ جنگ ہار گئے ہیں۔ ایک موصوف نے کل اِدھر کی جنگ ہار گئے ہیں۔ اوئے بھائی! ریاست نے یہ جنگ لڑنا ابھی شروع ہی نہیں کی، جس دن ریاست نے یہ جنگ لڑنا شروع کر دی ناں تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ کون ہارا اور کون جیتا۔ ریاست کو، ابھی بھی ریاست صبر سے کام لے رہی ہے ابھی بھی حکومت صبر سے کام لے رہی ہے۔ نہیں لینا چاہیے۔ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر! مَیں کئی بار اِس فلور پر بتا چکا ہوں لیکن وہ معصوم لوگوں کا جن کا قتل ہو رہا ہے، کیا constitution ہمیں اِن کے ساتھ کھڑے ہونے کا کہتا ہے یا بشیر زیب کے ساتھ کھڑے ہونے کا کہتا ہے؟ کیا پاکستان کا آئین کا آرٹیکل 5 کیا کہتا ہے؟ unconditional loyalty towards state of Pakistan، نہیں کہتی ہے اگر وہ میڈم آج بیٹھی ہوتی تو مَیں اُس کو جواب دیتا نہیں کہتا کہ سکول ہے ہسپتال ہے، روڈ ہے، تو میں ریاست کے ساتھ وفادار ہوں ورنہ میں نہیں ہوں۔ 19 سال میں اگر مجھے نوکری ملتی ہے تو میں ریاست کا وفادار ہوں ورنہ میں نہیں ہوں it is order, it is important order جو ہے ریاست کے لیے اور ہم بد قسمتی سے مجھے اِنتہائی دُکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے پورے پاکستان کو ہم نے اِس معاملے میں confuse کر دیا ہے۔ violence in the name of religion is

لیکن یہاں پر جو violence ہے اُس کو ہم کس طرح treat کر رہے called terrorism,everywhere ہیں؟ بلالیں 100 جرگے بلالیں میں آپ کو اختیار دیتا ہوں، 100 جرگے بلالیں، نوابوں کو بلالیں، سرداروں کو بلا لیں، مسئلہ حل ہوگا؟ اگر مسئلہ حل ہوتا ہے جناب اسپیکر! کسی بھی طریقے سے یہ حل ہونے کے لیے تیار ہیں تو حکومت، مَیں بار بار کہہ رہا ہوں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں پر وہ آپ کو بندوق لے کے مار رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں جرگہ کریں۔ اُس جرگے میں کیا کریں؟ تجاویز جو ہیں جو solid تجاویز honourable Member مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے مجھے written دی ہے، اسمیں سے آٹھ دس ایسی ہیں جن پر بات کی جاسکتی ہے، ہوسکتا ہے زیادہ تر ایسی ہے جن پر بات کی جاسکتی ہے یہ ہے solid تجاویز اِس august House کو اس تجاویز کو لے کے آگے چلنا چاہیے۔ یہ ہے بلوچستان کا جرگہ۔ یہ ہے بلوچستان کا جرگہ جو مرضی آپ کہہ لیں 99% وہ لوگ ہیں جو پچھلے کئی سالوں سے اُن کے خاندان جیتتے آرہے ہیں، کوئی دو نسل سے سیاست کر رہا ہے کوئی تین نسل سے ایسے ہی ہم نے کہہ دیا کہ یہ مشہور کر دیا کہ یہ بلوچستان کی جو اسمبلی ہے پورا پاکستان یہ کہتا ہے اور ہمارے ممبرز بھی یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے ہیں کہ جی یہ کوئی فارم 47، کہاں ہے فارم 47؟ جتنے ساؤتھ میں ہیں، Nationalist تو تیں جیت کے آئے ہیں خیر جان بلوچ آواران سے جیت کے آیا ہے، ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب، پُھلن بلوچ صاحب، رحمت بلوچ صاحب، اسد صاحب، یہ تیسری دفعہ آ رہے ہیں وہ چوتھی دفعہ آ رہا ہے کون تو، ہوئے ہونگے management مَیں نہیں کہتا ہوں کہ بالکل مینجمنٹ نہیں ہوئی پر زیادہ تر تو لوگ وہ ہیں جو دوسری تیسری term میں آ رہے ہیں۔ تو صرف confusion پھیلانے کے لیے صرف ریاست کو confuse کرنے کے لیے ہم نے اپنا ایک بیانیہ ہے اور وہ بیانیہ بدقسمتی سے separatist کو support کر رہا ہے جناب اسپیکر! .which is very dangerous۔ اور ہم نے اِس august House نے lead لینی ہے کب تک ہم شف شف کرتے رہیں گے؟ کیوں ہم نام نہیں لیتے کہ مفتی شاہ میر کو کس نے مارا ہے؟ کیوں ہم نام نہیں

لیتے؟ کہ یہ جو نہتے لوگ تھے یہ رحمان گل اور بشیر زیب جو ہے وہ معصوم لوگوں پر آ کر حملہ آور ہوتے ہیں اور ٹھیک بات ہے کہ عام بلوچ کو بالکل ورغلایا گیا ہے ٹھیک کہا جناب ظہور بلیدی صاحب نے کہ پورے کے پورے سوشل میڈیا artificial intelligence کے ذریعے ہمارے پاس circumstancial evidences, solid evidences ریاست کے پاس موجود ہیں کہ پورے کے پورے cells بنے ہوئے ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو ورغلا رہے ہیں۔ درست بات ہے کہ ہمیں نوجوانوں کے پاس جانا چاہیے، درست بات ہے کہ ہمیں اُن کو میرٹ پر نوکریاں دینی چاہئیں درست بات ہے کہ ہمیں اپنی governance improve کرنی چاہیے لیکن یہ چیزیں compliment ضرور

کریں گی ریاست کو نہ یہ violence کا reason ہے اور نہ تو لڑ رہا ہے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ reason ہے، جو لڑ رہا ہے وہ کہتا ہے میں آپ کا ملک چاکو چھری کی طرح کیک کی طرح کاٹنا چاہتا ہوں، کاٹ کے پاکستان کو توڑنا چاہتا ہوں۔ اور اب ہم پر یہ فیصلہ منحصر ہے کہ ہم کیا کریں ہم تو اپنی ریاست کے ساتھ کھڑے ہیں۔ مَیں بار بار کہتا ہوں میرا political capital loose ہوتا ہے loose ہو جائے، میری زندگی چلی جاتی ہے چلی جائے، لیکن میں اپنی ریاست کے ساتھ کھڑا ہوں، ریاست کے ساتھ کھڑا رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ گزارش اِتنی ہے کہ ابھی تک یہ ایوان confuse ہے مَیں جو بار بار آپ سے request کرتا ہوں کہ خُدارا اِس confusion سے باہر نکل آئے، ہم نے ان کیمرہ آپ کو بریفنگ دے دی کہ یہ لوگ ہیں جو بات نہیں کرنا چاہتے ہیں آپ سے، کرنا چاہے کوئی لیڈ لینا چاہے، بسم اللہ کریں، اگر آپ سمجھتے ہیں جرگہ حکومت آج اعلان کرتی ہے کل وزیراعظم صاحب تشریف لا رہے ہیں مَیں اُن سے request کروں گا آل پارٹیز کانفرنس جو ہے وہ بلوچستان کے issue پر اسلام آباد میں بلا لیتے ہیں، کوئٹہ میں بلا لیتے ہیں، بیٹھ جاتے ہیں، بیٹھ جائیں اُس سے کوئی road map تو دیں ناں، یا اِسی طرح ہماری اسمبلی کا اِن کیمرہ سیشن کرنا ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا نظریہ ہے وہ اپنے نظریے کے مطابق بات کرے گا نشستاً گفتاً برخاستاً۔ معاملہ اُن کا ہے جو violence کر رہے ہیں اور ہم نے اُس کو لگایا ہوا ہے کس پر؟ کہ یہ کوئی political مسئلہ ہے۔ کوئی socio political مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر! یہ socio political مسئلہ ہوتا تو افغانستان کی مثال آپ لے لیں افغانستان کے اندر آج سے دو سال تین سال پہلے ایک بہتر گورنمنٹ تھی زیادہ job opportunities تھی جب امریکہ وہاں سے چلا گیا job opportunities ختم ہو گئیں، لوگ وہاں سے دربدر ہو گئے لیکن insurgency ختم ہو گئی تو یہ ہم نے کیا reason بنائی ہوئی ہے یہ reason نہیں ہے لڑنے والا بھی کہتا ہے یہ reason نہیں ہے، ہم نے بنایا ہوا ہے یہ reason اِس لیے ہے کہ یہاں پر سڑک سکول نہیں ہے، یہاں پر بجلی نہیں ہے، نوجوان کو جو ہے یہ نوجوان جو BUITEMS میں پڑھتا ہے 80% if i am not wrong کیونکہ میں Floor of the House پر ہوں مَیں غلط ہوا تو میں اپنی correction خود کر لوں گا، اِس فلور پر، 80% سکالرشپ پر پڑھتا ہے۔ ہم ایک بچے پر جو کیڈٹ کالج میں پڑھ رہا ہے 13 لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں ہم اپنے بچوں پر جو ایجوکیشن پر پیسہ خرچ کر رہے ہیں کوئی province نہیں کر رہا ہے, welfare State type کا ہم نے ایک صوبہ بنایا ہوا ہے اور I am a Baloch اُس بنیاد پر جیسے I am a Black اہر بات پر وہ کیا ہوا ہے ہم نے، لہٰذا میری اِس مقدس ایوان سے ایک بار پھر گزارش ہے کہ خُدارا اِس confusion سے باہر آ جائے یہ دہشتگردی کی جنگ جو ہے گھر گھر کو پہنچ گئی، جب پشاور میں KPK میں شروع ہوئی تو باقی پاکستان نے کہا کہ یہ تو جی بس KP کی جنگ ہے، وہ ہم نے پھر دیکھا کہ وہ جنگ کہاں تک

پہنچی۔آج شاید ہم زیادہ under threat ہوں گے، کچھ لوگ یہاں میرے خلاف تقریر کر کے میری وحشت سے، تیری شہرت سے، پھر میرے خلاف تقریر کرنے سے تمہاری بچت ہو جاتی ہے BLA سے تو یہ بھی ٹھیک ہے۔لیکن یہ ایک جنگ ہر گھر میں آئے گی، ہر گھر میں آچکی ہے۔اِس جنگ کے سد باب کے لیے solid steps لینے پڑیں گے۔حکومت کو یہ سوچنا پڑے گا ساتھ اپوزیشن کو سوچنا پڑے گا ساتھ intelegencia کو سوچنا پڑے گا۔کیا آپ، سیدھی سی بات ہے اس میں confusion کیوں ہے؟ وہ کہتے ہیں ہم violence کے ذریعے آپ کا ملک توڑنا چاہتے ہیں، اب ہمارے پاس choice ہے کہ ہم کریں کیا؟ وہ جو space اُنہوں نے violence سے لی ہے وہ میری بات چیت سے واپس نہیں آنے والی۔ وہ میری تقریر سے واپس نہیں آنے والی، وہ space اُنہوں نے violence سے لی ہے violence سے واپس آئے گی ہم نے writ of the State establish کرنا ہے اُن سڑکوں کو محفوظ کرنا ہے وہ کب محفوظ ہوں گے؟ مجھے ایک بات بتائیں کہ پورا 200 کا جتھا آتا ہے 200 کا جتھا آ کے حملہ آور ہوتا ہے اب اُس کے خلاف اُس کا solution آپریشن کے علاوہ اور کیا ہے؟ ذرا آپریشن کی بات ہو صبح تمام political جماعتوں کے اخبارات میں مَیں خود اخبار پڑھتا ہوں اُس میں بلوچستان آپریشن کا متحمل نہیں ہوسکتا نہیں ہوسکتا آپریشن کا متحمل، تو آپ لوگ کوئی solution بھی ساتھ نیچے والے کالم میں دے دینا ناں۔ یہ کیا کریں اِن جتھوں کے ساتھ؟ جو افغانستان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں، اور ہمسایہ ممالک کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں وہاں بیٹھ کے plan کرتے ہیں وہاں سے معصوم لوگوں کا قتل وغارت کرتے ہیں تو solution بھی کوئی بتائے نا مجھے۔تو لہٰذا جناب اسپیکر! مَیں آپ کے توسط سے پورے بلوچستان کے لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف باتیں نہیں ہیں کچھ لوگ کہہ رہے ہیں یہ ہماری effort ہے ہم اپنی effort کریں گے کہ اِنشاءاللہ تعالیٰ بلوچستان میں امن کا سورج بحال ہوگا۔consensus develop کرنے کی ضرورت ہے، ہم ہر معاملے میں، مَیں تو اِس کو جرگہ حال سمجھتا ہوں یہ August Hall جو ہے یہ بلوچستان کا نمائندہ Hall ہے یہ august HAll ہمت کرے کیوں ہم کسی اور کی محتاجی کریں؟ کسی twitter سردار کی؟ کسی تھانے سردار کی؟ وہ آ کے ہمیں بتائے، یہ ہال بتائے گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ Honourable leader of the opposition بتائیں گے، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب بتائیں گے، باقی دوست بتائیں گے consensus develop کریں۔ہم نے اِن کیمرہ سیشن کیا، اُس اِن کیمرہ سیشن میں آپ کو سب کچھ بتایا کہ نہیں وہ ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں we tried for that, تو اب ہم اِس میں پورے پاکستان کو confuse کیے رکھیں؟ کہ پورا پاکستان اِس میں confused ہو کہ یہ جو violence ہے یہ violence differently treat ہوگا اور وہ جو violence ہے جو مذہب کے نام پر ہے وہ differently treat ہوگا۔ اور آپ پھر دیکھیں سازش کتنی منظم ہے

اِس ریاست کے خلاف، میں بار بار on the cost of reputation جناب اسپیکر! تین، ایک violence، دوسرا، سوشل میڈیا، and third is social mobilization, بنوں میں واقعہ ہوتا ہے اُس کو کسی نے glorify کیا ہے؟ یہاں پر ایک واقعہ ہوتا ہے وہ پورا ہفتہ glorify رہتا ہے۔ پورا مہینہ glorify رہتا ہے، ختم ہی نہیں ہونے کا نام لیتا ہے۔ we all in the conflict zone، ہم war zone میں ہیں، نہ یہ آخری واقعہ تھا نہ پہلا۔ لیکن ہمارا resolve تو ہونا چاہیے ناں، کہ ہمارا یہ resolve اِس پوری اسمبلی کا ہونا چاہیے کہ جو بھی violence جو violence نہیں کرتا ہے ہمارے سر آنکھوں پر، ایک دفعہ نہیں 100 دفعہ اُن سے معافیاں بھی مانگیں گے، گلے بھی لگائیں گے، اُن کی بہتری کے لیے بھی کوششیں کریں گے۔ لیکن جو violence کر رہا ہے اُس کے لیے تو کم سے کم consensus develop کرلو اللہ کے بندو۔ اُس پر تو ہمارا consensus ہو کہ جو بندوق اُٹھا کے نیچے آ رہا ہے اُس کا جواب بندوق کا جواب قبائلی طور پر، اسلامی طور پر، آئینی طور پر، ہمارا یہ حق ہے کہ بندوق کا جواب بندوق سے دیا جائے۔ تو مَیں آخر میں جناب اسپیکر! مبارکباد دینا چاہتا ہوں اپنی سکیورٹی فورسز کو، SSG کے اُن بہادر جوانوں کو، جنہوں نے آج کے دن ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہم یہاں تقریریں جب کر رہے تھے، وہ اپنے سینوں پر گولیاں کھا کے 68 ہمارے جو hostages تھے اُن کو rescue کیا اُنہوں نے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) ایک جوان ہمارا زخمی ہے اللہ اُسکو شفاء دے لیکن اُن شیر کے بچوں کو مَیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں تمام بلوچستان کے لوگوں کی طرف سے، کہ ایسے environment میں جب ایک ٹرین کے ڈبے میں آپ نے hostage رکھیں اور اُس میں آپ hostages کو بچائیں اور terrorists کو ماریں تو اُنہوں نے تمام terrorists کو جہنم وصل کیا ہے 50 کے قریب terrorists جو ہیں وہ جہنم واصل ہو چکے ہیں اِس ٹائم تک اور ہماری جو شہادتیں ہیں اُن کی بھی ابھی تک figures نہیں آئے ہیں اُن کی بڑی تعداد ہے لیکن ہمیں فخر ہے اِن شہادتوں پر ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ مقدس خون رائیگاں نہیں جائے گا یہ خون جو بہایا گیا ہے اِس خون کے ایک ایک قطرے کا بدلہ لیا جائے گا جناب اسپیکر! وہ وقت دُور نہیں ہے،

وہ وقت دور نہیں ہے بہت جلدی عنقریب انشاء اللہ مَیں پھر repeat کرتا ہوں violent کو، violence سے treat کریں گے جو عام بلوچستانی ہے اُس کو گلے لگائیں گے، اُس کی خدمت کریں گے اُس کے لیے بہتر governance کا ماڈل پیش کریں گے۔ آپ سب لوگوں کا بیحد شکریہ۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔

جناب اسپیکر: Thank you, Thank you Leader of the House.

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 16 متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 14 مارچ 2025ء بوقت سہ پہر 2:30 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 06 بجکر 23 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆